علامہ سیوطیؒ کے رسالہ

اَلثُّغُوْرُ الْبَاسِمَۃُ فِیْ مَنَاقِبِ سَیِّدَتِنَا
فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

کا اردو ترجمہ

مَناقِبِ سَیِّدہ فاطِمہ

رضی اللہ عنہا

تصنیف

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

849ھ 911ھ

ترجمہ

علامہ محمد ریاض احمد سعیدی

سابق مفتی جامعہ قادریہ رضویہ ۔۔۔۔ فیصل آباد

تحقیق

السید حسن الحسینی

اہل السنہ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب	اَلثُّغُوْرُ الْبَاسِمَةُ فِیْ مَنَاقِبِ سَیِّدَتِنَا فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ
اردو نام	مناقب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
تصنیف	علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی
تحقیق	السید حسن الحسینی
ترجمہ	محمد ریاض احمد سعیدی
تعاون	حسن رضا نظامی
ناشر	اهل السنة پبلی کیشنز (دینہ)
سن اشاعت	ستمبر 2017
صفحات	120
هدیہ	

ملنے کے پتے

فہرس الموضوعات

موضوع | صفحہ

موضوع	صفحہ
مقدمۃ المحقق	4
حالات مصنف	7
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختصر حالات زندگی	12
مخطوطہ نسخوں کی کیفیت	17
مخطوطات کے صفحات کے فوٹو	20
اَلثُّغُوْرُ الْبَاسِمَۃُ	
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب	33
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کی شادی کے متعلق وارد حدیث	33
تسبیح، تحمید اور تہلیل کی اہمیت کا ذکر اور یہ تسبیح خادم سے بہتر ہے	33
حدیث کی تخریج اور کتب حدیث میں اس کی روایات کے طرق	37
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے متعلق وارد ہونے والی احادیث	62
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خصائص اور مناقب کا ذکر	80
آپ رضی اللہ عنہا کی عمر اور وفات	99
فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں بقا	109
فائدہ: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات	110
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اشعار	116
الخاتمہ	118

فہرس الموضوعات

موضوع	صفحہ
مقدمۃ المحقق	4
حالات مصنف	7
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر حالات زندگی	12
مخطوطہ نسخوں کی کیفیت	17
مخطوطات کے صفحات کے فوٹو	20
اَلثُّغُوْرُ الْبَاسِمَۃُ	
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب	33
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کی شادی کے متعلق وارد حدیث	33
تسبیح، تحمید اور تہلیل کی اہمیت کا ذکر اور یہ تسبیح خادم سے بہتر ہے	33
حدیث کی تخریج اور کتب حدیث میں اس کی روایات کے طرق	37
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے متعلق وارد ہونے والی احادیث	62
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خصائص اور مناقب کا ذکر	80
آپ رضی اللہ عنہا کی عمر اور وفات	99
فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں بقا	109
فائدہ: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات	110
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اشعار	116
الخاتمہ	118

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریفیں اللہ عزوجل ہی کے لیے ہیں جو پرورش فرمانے والا ہے سب جہانوں کا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے ہر چیز کو گن رکھا ہے اور بعض مخلوق کو بعض پر بلندی عطا فرمائی پس وہ مختلف الرائے گروہ ہو گئے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ کبھی ہوگا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفی اور خلیل ہیں، کیا خوب ہے بندہ سردار اور تائید فرمایا ہوا حبیب۔ پس وہ کتنے پاک ہیں اصل اور بنیاد کے اعتبار سے، درود و سلام بھیجے اللہ تعالیٰ اُن پر، اُن کی آل اور اُن کے اصحاب پر جو ہدایت کے ستارے اور اقتداء کے امام ہیں۔ صلوٰۃ و سلام ہمیشہ ہمیشہ ہو۔

اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر صلوٰۃ بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر صلوٰۃ بھیجی بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو برکت عطا فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو برکت عطا فرمائی۔ بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

أَمَّا بَعْدُ:

امام عالم، علوم وفنون کے مالک جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ ایک لطیف جزء ہے۔ اُن کا قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی محبت میں چل پڑا تو انہوں نے یہ شاندار کلمات لکھے اور اہل جنت کی عورتوں کی سردار کے فضائل میں یہ احادیث جمع کیں جو حضرت علی ابوتراب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ، دو پھول حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اللہ ان تمام سے راضی ہو، اس رسالے کا نام

''اَلثُّغُوْرُ الْبَاسِمَةُ فِيْ مَنَاقِبِ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ ابْنَةِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

رکھا۔(1)

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جدید جزء کے پڑھنے، ضبط کرنے اور تین مخطوط نسخوں کے درمیان تقابل کرنے کا شرف عطا فرمایا، میں نے اس جزء کو 26 رمضان المبارک سنہ 1430ھ کی رات مسجد حرام اور صحن شریف میں کعبہ مشرفہ زَادَهَا اللهُ رِفْعَةً وَّ شَرَفًا وَّ بَهَاءً وَّ نُوْرًا، کے رکن یمانی کے روبرو اپنے شیخ فقیہ محقق نظام محمد صالح یعقوبی حفظہ اللہ کے سامنے پڑھا۔ اس وقت بھائیوں کا ایک مجمع تھا۔ یہ محفل مسجد حرام میں ہر سال رمضان کی آخری دس ملاقاتوں کے ضمن میں تھی جو مشرق و مغرب کے بھائی اور احباب کو جمع کرتی ہے۔

یہ ایک منفرد علمی ملاقات ہے جو پیش کرنے، قراءت، مقابلہ اور عوالی الاسناد کے طریقے کا

(1) حافظ ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بن شاہین کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ''جزء فی فضائل سیدۃ النساء بعد مریم فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ہے۔

تحقیق: ابواسحاق الحوینی الاثری، مکتبۃ التربیۃ الاسلامیۃ۔ القاہرۃ

اسی نسخہ کی تحقیق اور احادیث کی تخریج، بدر بن عبداللہ البدر نے بھی کی ہے۔

اس جزء میں 37 احادیث ہیں۔ اس کا ترجمہ بھی کر چکا ہوں، عنقریب وہ بھی چھپ جائے گا۔

احیاء کرتی ہے۔

پس میں اللہ تعالیٰ سے ہی اُن کے لیے توفیق اور مضبوطی کا سوال کرتا ہوں۔ جیسے میں اُس سے سوال کرتا ہوں کہ وہ عام مسلمانوں، اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سچی محبت کرنے والوں کے لیے عموماً اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لیے خصوصاً اس رسالے کے جاری کرنے پر مجھے اجر عطا فرمائے، اور مجھے اُس چیز کی توفیق عطا فرمائے جسے وہ پسند کرتا ہے اور جس سے وہ راضی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

السید حسن الحسینی

البسیتین۔ البحرین

حالات مصنف

آپ کا نام ونسب:

علامہ محدث صاحب علوم وفنون عبدالرحمن بن الکمال ابو بکر بن محمد سابق الدین الخضیری الاسیوطی، آپ جلال الدین السیوطی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ کی پرورش:

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت، قاہرہ میں 849 ہجری ماہ رجب کی ابتداء میں اتوار کے دن شام کو ہوئی۔ آپ کے والد ماجد نے علم حاصل کرنے کے لیے اسیوط سے کوچ کیا۔ آپ علم حاصل کرنے اور اسے بڑھانے کے ساتھ بہت محبت اور فخر کرتے تھے۔ آپ ایسے خاندان کے نوجوان تھے جس نے علم اور دینداری میں شہرت پائی تھی۔ آپ کے والد ماجد بلند علمی مرتبے والے علما سے تھے جس کی وجہ سے علما اور صاحب وجاہت لوگوں نے آپ سے علم حاصل کیا۔

امام سیوطی کی عمر ابھی چھ سال کی تھی کہ آپ کے والد ماجد وفات پا گئے۔ آپ یتیم ہو گئے۔ آپ حفظ قرآن کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ابھی آپ کی عمر آٹھ سال کی نہیں ہوئی تھی کہ قرآن کریم حفظ کر لیا۔ پھر آپ نے ابتدائی عمر میں بعض کتابیں یاد کر لیں مثلاً العمدۃ، منہاج الفقہ والاصول اور الفیۃ ابن مالك۔ لہذا آپ کے مدارک وسیع اور معارف زیادہ ہو گئے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اُس عنایت ورعایت کا مرکز تھے جو انہیں اپنے والد ماجد کے ساتھی علما کی ایک تعداد سے حاصل تھیں۔ بعض علمانے آپ کے متعلق وصیت کی ذمہ داری قبول فرمائی، اُن میں اپنے زمانے کے بڑے فقہاء میں سے ایک کمال بن ہمام حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ اس سے امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑا اثر لیا خاص طور پر بادشاہوں اور ارباب حکومت سے دور رہنے میں۔

آپ نے متعدد علمی سفر کیے جو ان شہروں پر مشتمل ہیں: الحجاز، الشام، الیمن، الہند اور مغرب اسلامی۔ پھر آپ نے مدرسہ شیخونیہ میں حدیث کا درس دیا۔ جب آپ کی عمر چالیس سال ہوئی تو آپ نے عبادت اور تصنیف وتالیف کے لیے تنہائی اختیار کرلی۔

آپ کے شیوخ:

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس دور میں زندگی گزاری اُس دور میں علما اعلام کی کثیر تعداد موجود تھی جو علوم دین کے متعدد میدانوں میں نابغہ روزگار تھے۔ پس امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ ان بہترین بڑے علما کرام سے متاثر ہوئے۔ آپ نے سنہ 864 ہجری میں طلب علم کی ابتداء کی اور فقہ، نحو اور فرائض کا درس لیا۔ ابھی دو سال بھی نہیں گزرے تھے کہ لغت عربیہ کی تدریس کی اجازت دے دی گئی۔ آپ نے اُس سال اپنی پہلی کتاب تالیف فرمائی جبکہ آپ کی عمر سترہ سال تھی۔ آپ نے ''شرح الاستعاذۃ والبسملۃ'' تالیف کی جس پر آپ کے شیخ، شیخ علم الدین البلقینی نے آپ کی تعریف فرمائی۔

مشائخ کے پاس حاضری میں امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ ایک شیخ کو اختیار کرتے، اُن کے پاس حاضری دیتے رہتے جب وہ وفات پاتے تو آپ کسی اور کے

پاس حاضری دیتے۔

آپ کے بہترین شیوخ یہ تھے:

محیی الدین الکافیجی:

جن کے ساتھ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ پورے چودہ سال رہے اور اُن سے تفسیر، اصول، علوم عربی و معانی اخذ کیے۔ اور آپ نے اُن پر ''استاذ الوجود'' کے لقب کا اطلاق کیا۔

شرف الدین المناوی: ان سے قرآن اور فقہ کا علم حاصل کیا۔

تقی الدین الشبلی: ان سے چار سال تک حدیث کا درس لیا۔

اسی طرح آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے شیخ الحنفیہ الاقصرائی، العز الحنبلی، المرزبانی، جلال الدین المحلی، تقی الدین الشمنی اور کثیر دوسرے علما کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ اس طرح کہ صرف علم حدیث 150 مشہور مشائخ سے اخذ کیا۔

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرد علما کے شیوخ پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ وہ خواتین بھی آپ کی شیوخ تھیں جو علم و فضل میں انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں۔ اُن میں آسیہ بنت جار اللہ بن صالح، کمالیۃ بنت محمد الہاشمیۃ، اُم ہانئ بنت ابوالحسن الہروینی اور اُم الفضل بنت محمد المقدسی رحمہن اللہ تعالیٰ تھیں۔

آپ کی مؤلفات:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم وفنون میں بڑی تعداد میں کتب اور رسائل تالیف فرمائے، جن کی تعداد چھ سو تک جا پہنچی ہے۔ اُن علوم میں تفسیر، فقہ،

حدیث، اُصول، نحو، بلاغت، تاریخ اورادب وغیر ہا ہیں۔

آپ کی مشہور مصنفات:

الاتقان فی علوم القرآن ، الاشباہ والنظائر (فی النحو).الاشباہ و النظائر (فی اصول الفقہ و قواعدہ الکلیّۃ)، الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر، الجامع الکبیر ، الحاوی للفتاوی ، الحبائک فی اخبار الملائک . الدر المنثور فی التفسیر بالماثور . الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ، الروض الانیق فی فضل الصدیق، الغرر فی فضائل عمر ، القام الحجر لمن زکّی ساب ابی بکر و عمر ، العرف الوردی فی اخبار المھدی، الفیّۃ السیوطی، اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ، اسباب ورود الحدیث، تاریخ الخلفاء، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، تنویر الحوالک شرح مؤطا مالک، حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاھرۃ ، در السحابۃ فیمن دخل مصر من الصحابۃ ، طبقات الحفاظ ، طبقات المفسرین، عین الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، کشف المغطّی فی شرح المؤطا ، لب اللباب فی تحریر الانساب، لباب الحدیث، لباب النقول فی اسباب النزول ۔۔وغیرھا

آپ کے تلامیذ:

کثرت اور نجابت میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگردوں کا ایک مقام ہے، اُن میں معروف و مشہور یہ ہیں: طبقات المفسرین کے مؤلف، شمس الدین الداؤدی، شمس الدین بن طولون، دیار مصر کے محدث شمس الدین الشامی اور بدائع الزہور کے مصنف، عظیم

مؤرخ ابن ایاس ہیں۔

آپ کی وفات:

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قاہرہ میں دریائے نیل کے کنارے روضۃ المقیاس میں اپنے گھر 19 جمادی الاولیٰ 911ھ میں وفات پائی اور اسیوط میں اپنے والد کے پڑوس میں دفن کئے گئے۔(1)

(1) آپ کے حالات کے لیے دیکھیں:

--حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاھرۃ، للسیوطی

تحقیق محمد ابو الفضل ابراھیم، القاھرہ۔ الطبعۃ الاولیٰ 1387ھ

--جلال الدین السیوطی، لمصطفی الشکعۃ، مطبعۃ الحلبی 1401ھ

--الحافظ جلال الدین السیوطی، لعبد الحفیظ فرغلی القرنی

--سلسلۃ اعلام العرب (37) الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، القاھرۃ 1990

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختصر حالاتِ زندگی

وَ مِنْ عَجَبٍ اَنِّیْ اَحِنُّ اِلَیْهِمْ		وَاَسْأَلُ عَنْهُمْ مَنْ لَقِیْتُ وَهُمْ مَ
وَ تَطْلُبُهُمْ عَیْنِیْ وَ هُمْ فِیْ سَوَادِهَا		وَ یَشْتَاقُهُمْ قَلْبِیْ وَ هُمْ بَیْنَ اَضْلُ

یہ تعجب کی بات ہے کہ میں اُن کی طرف مشتاق ہوں اور اُن کے متعلق اُس

سوال کرتا ہوں جس سے ملاقات کرتا ہوں حالانکہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

میری آنکھیں اُنہیں تلاش کرتی ہیں حالانکہ وہ آنکھ کی پتلی میں ہیں اور میرا دل اُ

کا اشتیاق رکھتا ہے حالانکہ وہ میرے دل میں ہیں۔

سیدہ فاطمہ نبوی ٹکڑا، زہراء طاہرہ، عابدہ ساجدہ، صابرہ بتول۔ آپ رضی اللہ عنہا، اِ

المتقین، اولاد آدم کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت "اُمُّ اَبِیْهَا

تھی۔(1)

آپ رضی اللہ عنہا بعثت سے پانچ سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ جبکہ قریش کعبہ کی

(1) عبداللہ الزبیری سے روایت ہے آپ نے کہا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کنیت "اُمُّ اَبِیْهَا" ہے۔ ا

الکبیر(397/22)، اور جعفر بن محمد سے روایت ذکر کی انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت رسول الل

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت "اُمُّ اَبِیْهَا" تھی۔ الاستیعاب لابن عبدالبر(1899/4)، اسد الغابۃ(520/5

سیر اعلام النبلاء(119/2)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ(53/8)، تاریخ دمشق(158/3)، ابن فتحو

نے بعض علماء سے باء ساکن اور اس کے بعد نون نقل کیا، اُمُّ اِبْنِهَا۔ ابن حجر نے فرمایا: یہ غلط ہے۔ الاصا

فی تمییز الصحابۃ(53/8)

تعمیر نو کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال تھی۔(1)

رسول اللہ ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت پر بہت خوش ہوئے اور آپ کا نام فاطمہ رکھا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت مشابہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا لقب الزہراء ہے۔(2)

آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ سیدہ عاقلہ شریفہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں جو اپنے نفس میں درست تھیں اور انہوں نے اپنے گھر کو درست کیا تو اپنی محنت وکوشش کا پھل چنا۔ پس آپ اور آپ کی بیٹی جنت میں عالمین کی بہترین عورتیں ہوگئیں۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔ (3)

اہل جنت کی افضل عورتیں خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن

آپ کے شوہر: وہ شخص ہیں جن کے بارے میں خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ (4)

---

(1) الطبقات لابن سعد (8/26)

(2) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (8/53)

(3) امام احمد نے اپنی مسند میں (2668-2903) ابن حبان نے اپنی صحیح میں (7010) اور الالبانی نے الصحیحۃ میں (1508) اس کا اخراج کیا۔

(4) متفق علیہ: (البخاری 2847، مسلم 2404)

میں کل جھنڈا اُسے عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے
رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اُس سے محبت کرتے ہیں۔
بیشک وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔
اور اگر تم آپ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں کے متعلق سوال کرو تو وہ جنت کے نوجوانوں کے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو پھول سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔
اور اگر تم آپ رضی اللہ عنہا کے چچا کے متعلق سوال کرو تو وہ سید الشہداء اور اللہ اور اُس کے
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ (1)

آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث روایت کیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہا سے
آپ کے شہزادے حضرت حسین، حضرت عائشہ، حضرت اُم سلمہ، حضرت انس بن مالک
دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی روایات کتب ستہ میں پائی جاتی ہیں۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا سے محبت فرماتے، آپ کی تکریم فرماتے اور
کے لیے آسانی فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کی خاطر ناراض ہوئے جب آپ کو پتہ چلا کہ ابو
(سیدنا علی رضی اللہ عنہ) نے جائز سمجھتے ہوئے ارادہ کرلیا ہے کہ وہ ابو جہل کی بیٹی کو شادی کا پیغام
پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ
طَالِبٍ، فَلَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي

(1) قولہ: عَمُّهَا، یعنی رضاعی چچا۔ کیونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسبی چچا
اور رضاعی بھائی تھے۔ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نسبی چچا نہیں تھے۔ اور اس طرح کہنا جائز ہے
ہم چچا یا دادا کو کبھی اب (ابا) پکارتے ہیں۔

يَنكِحَ ابْنَتَهُمْ. فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي. يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا. وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا. (1)

بیشک بنوہشام بن مغیرہ نے مجھ سے یہ اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کردیں، سو میں اجازت نہیں دیتا، میں انہیں اجازت نہیں دیتا، پھر میں انہیں اجازت نہیں دیتا سوائے اس کے کہ ابوطالب کا بیٹا میری بیٹی کو طلاق دے دے اور اُن کی بیٹی سے شادی کر لے۔ وہ میری جان کا ٹکڑا ہے مجھے وہ چیز بُری لگتی ہے جو اُسے (میری بیٹی کو) بُری لگتی ہے اور مجھے وہ چیز ایذاء اور تکلیف پہنچاتی ہے جو اس کو تکلیف دیتی ہے۔

تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی خاطر شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔ نہ آپ پر کسی عورت سے شادی کی اور نہ کوئی لونڈی بنائی۔ پس آپ کا وصال ہوا تب آپ نے شادی بھی کی اور لونڈی بھی اختیار کی رضی اللہ عنہا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیماری میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے یہ کہتے ہوئے سرگوشی فرمائی کہ میں اپنی اس بیماری میں وصال کر جاؤں گا پس (یہ سن کر) آپ رضی اللہ عنہا رو پڑیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ وہ سب سے پہلے اُنہیں ملیں گی اور وہ اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہیں تو آپ ہنس پڑیں اور اس بات کو چھپا لیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس بات کو بیان کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے سرگوشی فرمائی تھی۔ (2)

سیدہ فاطمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر بہت غمگین ہوگئیں، رونے لگیں اور فرمانے لگیں: يَا أَبَتَاهُ! أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ. يَا أَبَتَاهُ! مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ. يَا أَبَتَاهُ! إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ. (3)

(1) متفق علیہ: (البخاری 5230، مسلم 2449)

(2) بخاری: (5928) (3) بخاری: (4193)

اے میرے ابا جان! آپ نے اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہا (آپ اپنے رب کے بلانے پر چلے گئے)، اے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانا اور مقام ہے، اے ابا جان! ہم آپ کے وصال کی خبر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سناتے ہیں۔

يَا أَنَسُ اَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ ؟ (1)

جب آپ کو دفن کر دیا گیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے انس! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈال کر تمہارا دل خوش ہو گیا؟

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً چھ ماہ بعد فوت ہوئیں۔ آپ کی عمر چوبیس یا پچیس سال ہوئی۔ اس سلسلے میں یہ بات کہی گئی ہے کہ (وفات کے وقت) آپ کی عمر مبارک اُنتیس سال تھی۔ آپ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ آپ کی نماز جنازہ (ایک قول کے مطابق) آپ کے شوہر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کو قبر میں اُتارا۔

اللہ تعالیٰ دونوں سے راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو اور ہمیں بھی (آپ کے صدقے) جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ (2)

---

(1) بخاری: (4193)

(2) آپ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی کے لیے ملاحظہ کریں:

الاستیعاب لابن عبدالبر (4/1893)، الطبقات الکبری لابن سعد (8/19)، سیر اعلام النبلاء للذہبی (2/122) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (8/59)

مخطوطہ نسخوں کی کیفیت:

میں نے اس رسالہ کی تحقیق میں تین مخطوط نسخوں اور ایک مطبوعہ نسخہ پر اعتماد کیا ہے۔(1)

پہلانسخہ (مطبوع قدیماً)

عرصہ ہوا یہ رسالہ ہندوستان میں طبع ہوا۔ ''طبعۃ مطلع انوار حیدآباد۔ الدکن،،۔ پندرہ صفحات میں خوبصورت فارسی خط میں ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔شاید یہ جدید مطابع پھیلنے سے پہلے شائع کیا گیالہذا یہ مخطوط کے حکم میں ہوا، جس نے مجھے کچھ توجہ اور تحقیق کے ساتھ اسے دوبارہ طبع کرنے پر مجبور کیا تا کہ اس کا نفع عام ہو جائے کیونکہ یہ غلطیوں سے محفوظ نہیں تھا۔ اگر چہ تین مخطوط نسخوں کے مقابلے میں کم تھیں۔اس لیے میں نے اسے عمدہ اور کارآمد بنادیا ہے

دوسرانسخہ (مخطوط)

(1) مخطوط کا نام: اَلثُّغُوْرُ الْبَاسِمَةُ فِيْ مَنَاقِبِ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

(2) مؤلف: جلال الدین السیوطی الشافعی

(3) مخطوط کا ذریعہ: موقع مخطوطات الازہر الشریف۔ مصر

(4) مخطوط نمبر: خصوصی نمبر 3960، عمومی نمبر 34111

---

(1) مگر یہ تینوں نسخے احادیث کے الفاظ، بعض راویوں کے ناموں میں خطاؤں، غلطیوں اور اوہام سے خالی نہیں ہیں۔کبھی الفاظ کی زیادتی ہوتی ہے اور کبھی کمی۔

(5)ناسخ (کاتب) کا نام اور نسخ (کتابت) کی تاریخ: غیر معروف

(6)مخطوط کا موضوع: تاریخ

(7)مخطوط کے اوراق کی تعداد: گیارہ صفحات

(8)خط کی قسم: خط نسخ، سیاہ اور سرخ رنگ کے ساتھ لکھا گیا۔

(9)صفحہ میں سطروں کی تعداد: پندرہ سطریں

تیسرا نسخہ (مخطوط)

(1)مخطوط کا ذریعہ: موقع مخطوطات الازہر الشریف۔مصر

(2)مخطوط نمبر: خصوصی نمبر 3715، عمومی نمبر 42725

(3)ناسخ (کاتب) کا نام اور نسخ (کتابت) کی تاریخ: غیر معروف

(4)مخطوط کا موضوع: تاریخ

(5)مخطوط کے اوراق کی تعداد: آٹھ صفحات

(6)خط کی قسم: خط نسخ، سیاہ اور سرخ رنگ کے ساتھ لکھا گیا۔

(7)صفحہ میں سطروں کی تعداد: تیئیس سطریں (1)

چوتھا نسخہ (مخطوط)

(1)مخطوط کا ذریعہ: مدینہ منورہ کا ایک مکتبہ

(2) کاتب کا نام، کتابت کی تاریخ اور جگہ: علوی بن عبداللہ میر ماہ، ہفتہ کی رات

(1) کتاب کے آخر میں ہے، مخطوطہ کے کاتب نے بعض حالات اور سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی الخصائص الکبری سے کچھ روایات نقل کیں۔

بعد عشاء، 16 جمادی الاخری 1179ھ مدینہ منورہ

(3) مخطوط کے اوراق کی تعداد: بارہ صفحات

(4) خط کی قسم: خط نسخ، سیاہ رنگ کے ساتھ لکھا گیا۔

(5) صفحہ میں سطروں کی تعداد: چھبیس سطریں

میں اپنے بھائی شیخ عبداللہ الحسینی کا بھرپور شکرادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے اس رسالے کا نسخہ ہندیہ تحفے میں دیا اور بعض مفید نقول کی طرف میری رہنمائی فرمائی جس نے اس کتاب کی تحقیق کو زینت بخشی۔ اور اپنے بھائی عبداللہ بن عیسی العباسی کا وافر شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تین مخطوط نسخے عطا فرمائے،

اللہ تعالیٰ ان دونوں کو مزید علم اور ان کے اہل خانہ کو بہتر جزاء عطا فرمائے اور اس کتاب کو ان دونوں کے نیکیوں کے ترازوؤں میں رکھے، آمین۔

اُن کے مَولیٰ کی اُن پر کروروں درود — اُنکے اَصحاب وعِترَت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صُحُف غُنچہائے قُدُس — اَہلِ بَیتِ نُبُوَّت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے — اس ریاضِ نجابَت پہ لاکھوں سلام

خونِ خیر الرُسُل سے ہے جن کا خَمیر — اُن کی بےلَوث طِینت پہ لاکھوں سلام

اس بَتُول جگر پارۂ مصطفیٰ — حَجلَہ آرائے عِفّت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مَہ و مِہر نے — اُس رِدائے نَزَاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طَیِّبہ طاہرہ — جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(کلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن)

مخطوطات کے صفحات کے فوٹو

صور من صفحات المخطوطات

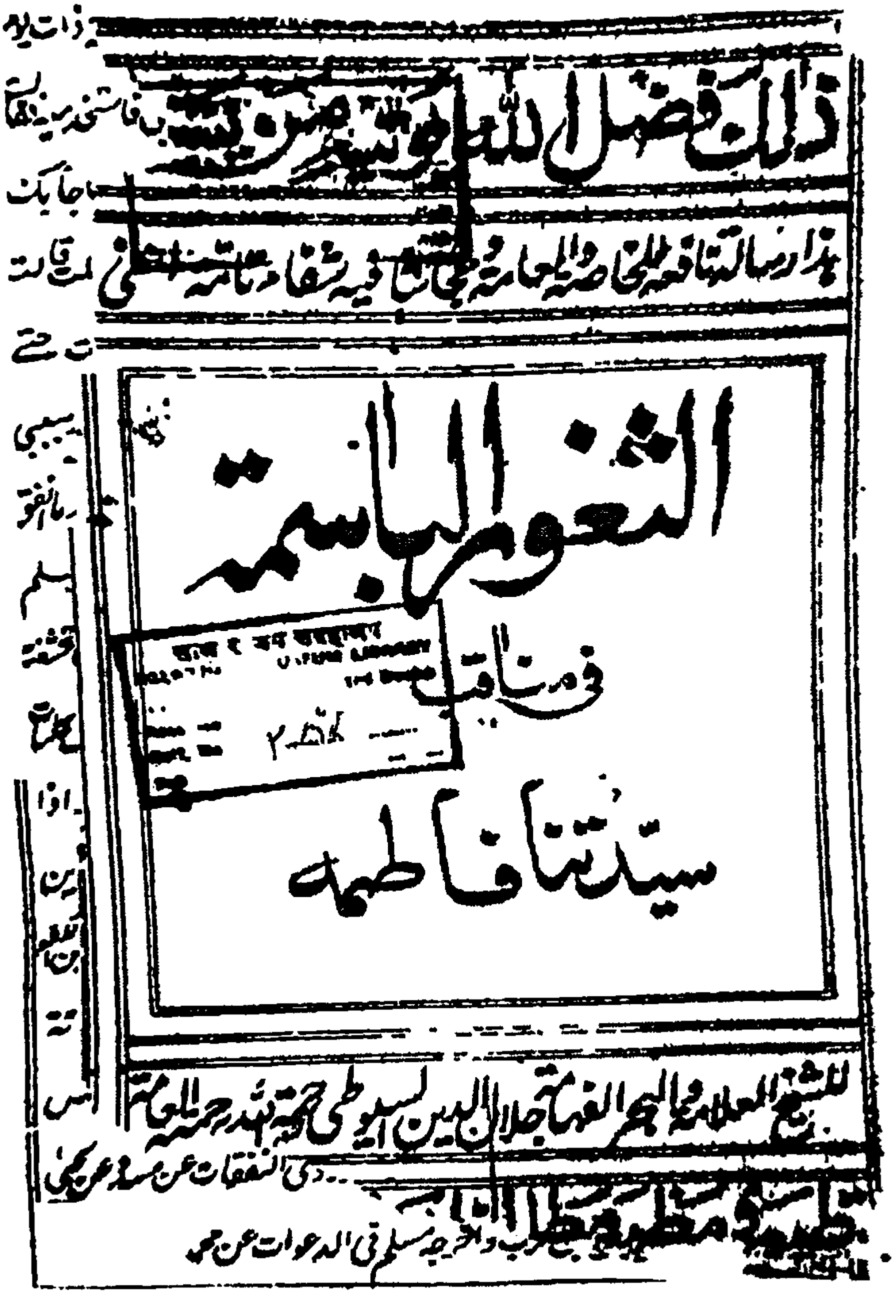
ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

الثغور الباسمة

في مناقب

سيدتنا فاطمة

للشيخ العلامة ... جلال الدين السيوطي رحمه الله ...

صورة الغلاف من النسخة الهندية

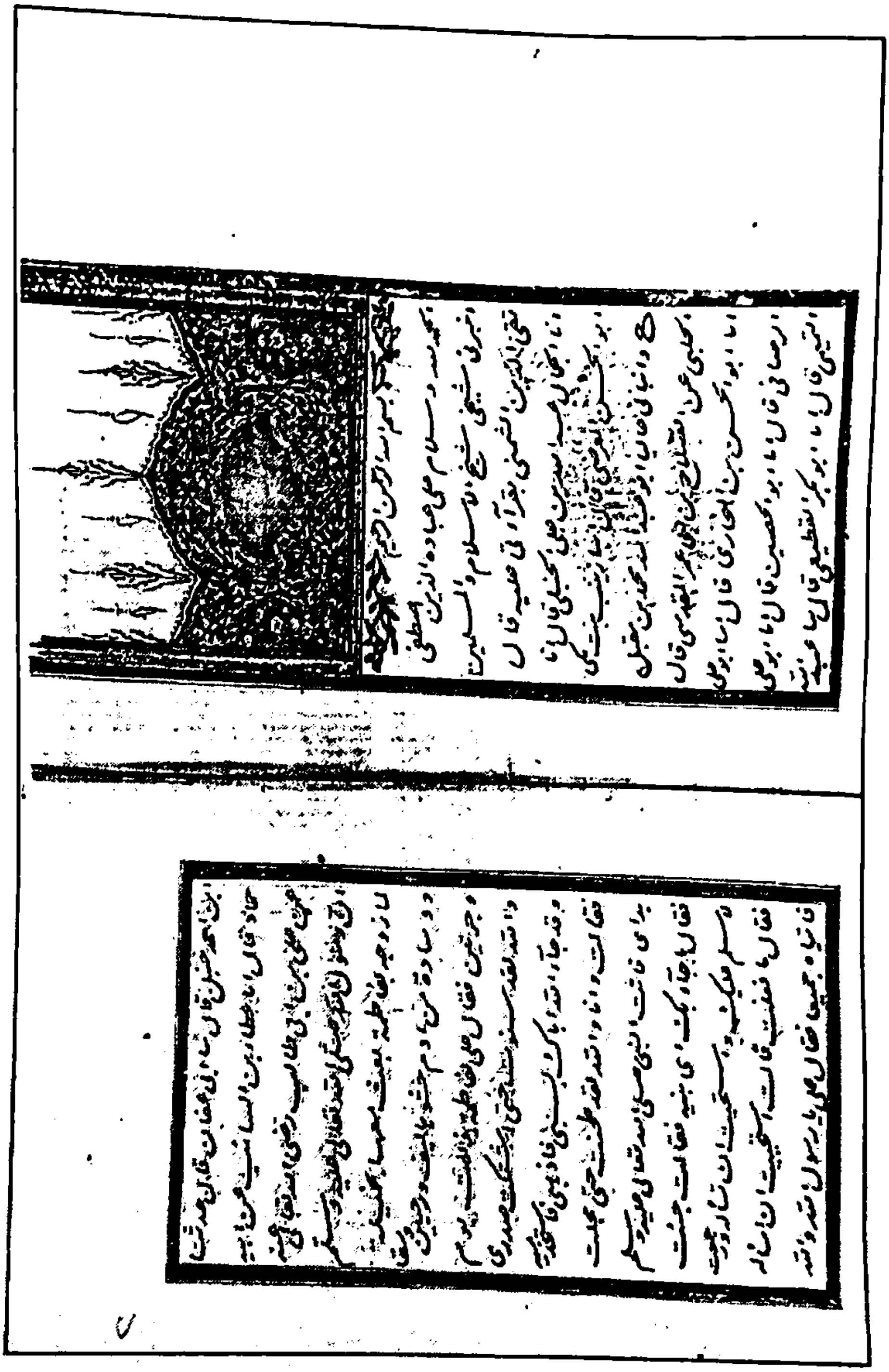

الورقة الأولى من النسخة (ع)

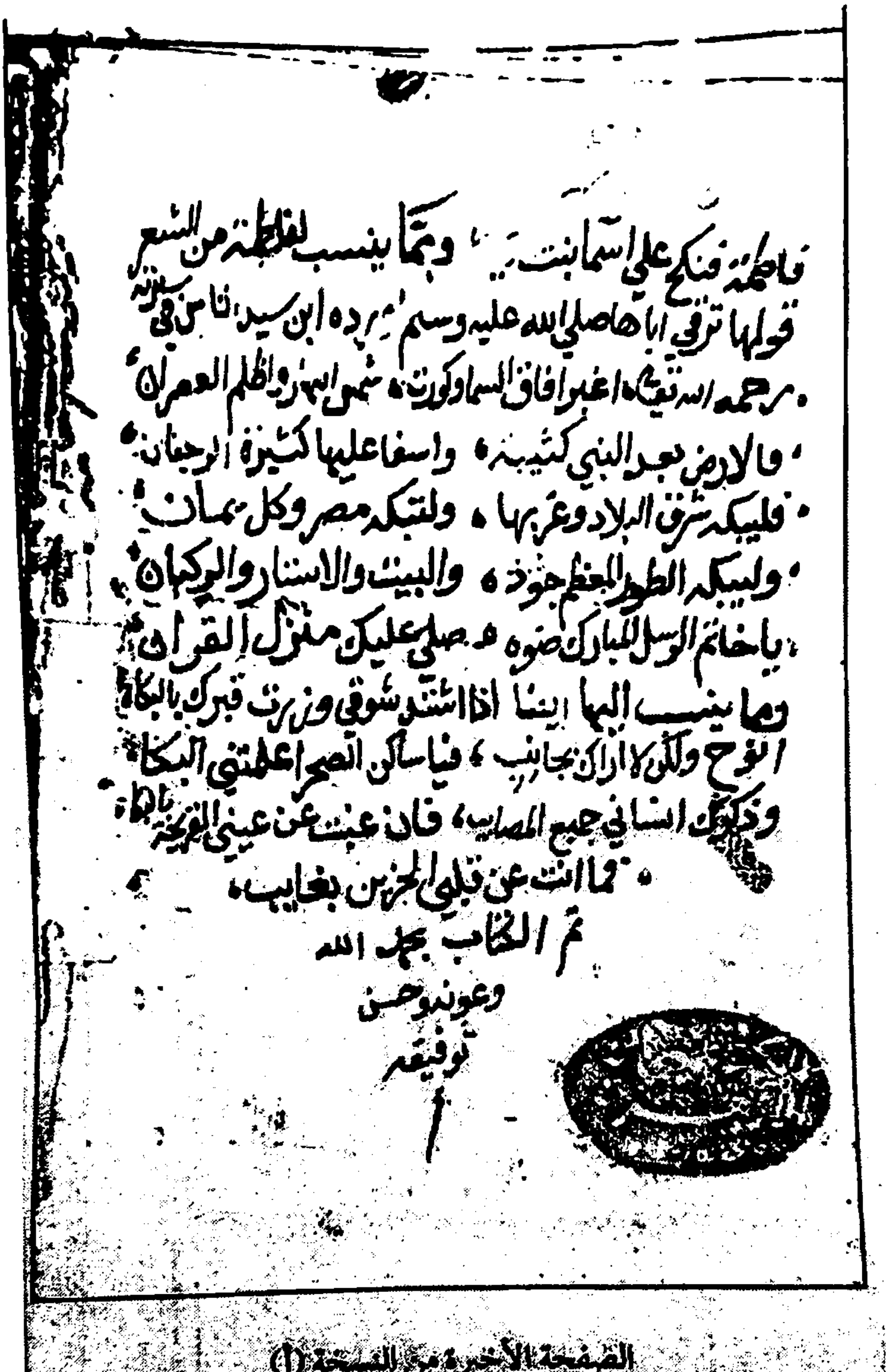

فاطمة فنكح علي اسما بنت .. ومما ينسب لفاطمة من الشعر
قولها ترثي اباها صلى الله عليه وسلم .. ورده ابن سيد الناس في سيرته
رحمه الله تعالى .. اغبر افاق السما وكورت .. شمس النهار واظلم العصران
والارض بعد النبي كئيبة .. واسفا عليها كثيرة الرجفان
فليبكه شرق البلاد وغربها .. ولتبكه مصر وكل يمان
وليبكه الطود المعظم جوده .. والبيت والاستار والاركان
يا خاتم الرسل المبارك ضوءه .. صلى عليك منزل القرآن
ومما ينسب اليها ايضا اذا اشتد شوقي وزرت قبرك باكيا
انوح ولكن لا اراك مجاوبي .. فيا ساكن الصحراء علمتني البكا
وذكرك انساني جميع المصائب .. فان غبت عن عيني فانك في الحشا
فما انت عن قلبي الحزين بغائب ..
تم الكتاب بحمد الله
وعونه وحسن
توفيقه

الصفحة الأخيرة من النسخة (1)

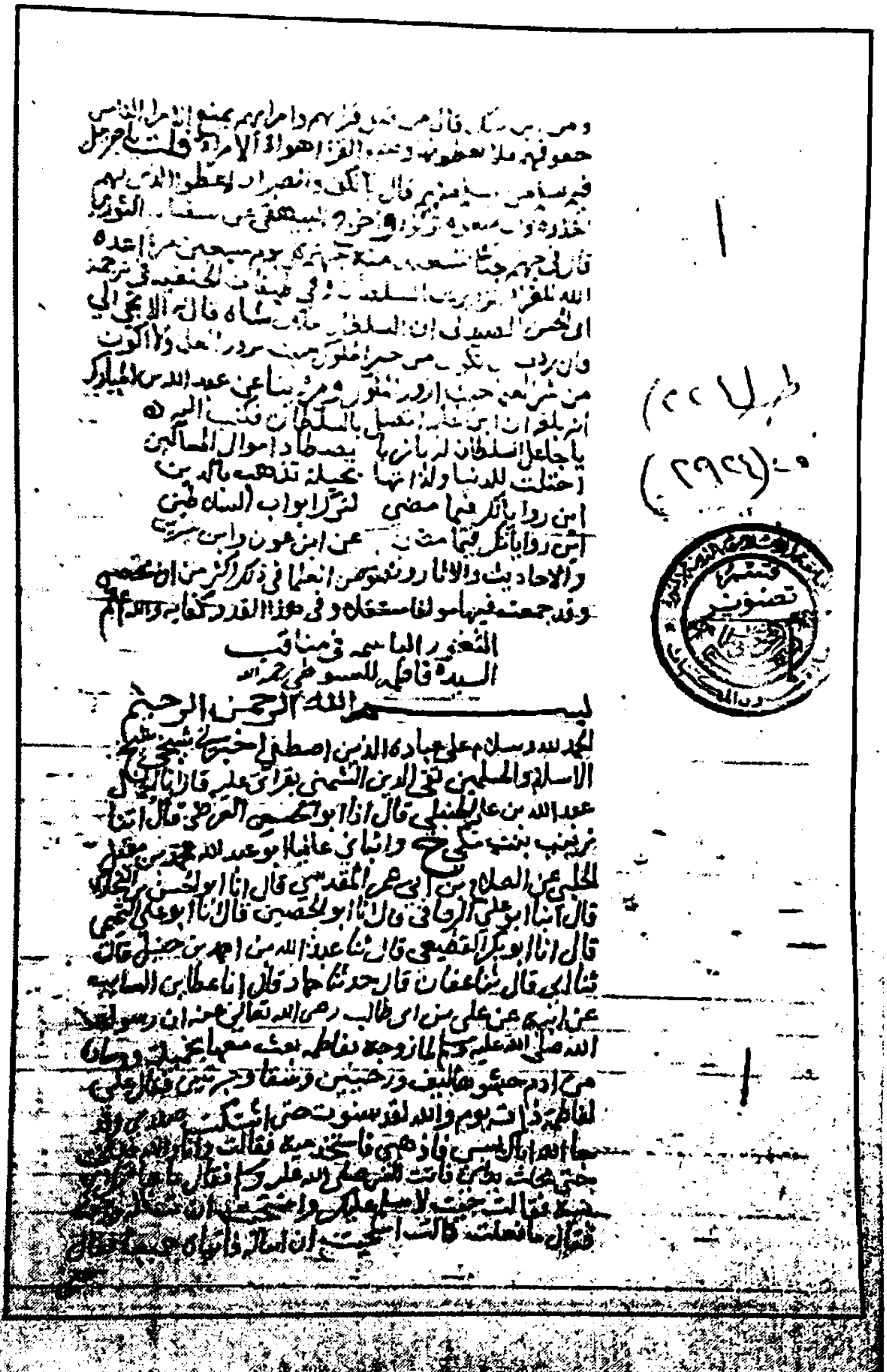

الصفحة الأولى من النسخة (ن)

بسم الله الرحمن الرحيم

قال الشيخ العلامة الحافظ جلال الدين السيوطي الشافعي رحمه الله

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى وبعد فهذا جزء سميته الثغور الباسمة في مناقب سيدتنا فاطمة ابنة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم اخبرني شيخي شيخ الاسلام والمسلمين تقي الدين الشمني بقراءتي عليه قال اخبرنا الحافظ عبد الله بن علي الحنبلي قال اخبرنا ابو الحسن العرضي قال انا زينب بنت مكي ح وانبأني غالبا ابو عبد الله محمد بن مقبل الحلبي عن الصلاح بن ابي عمر المقدسي قال انبانا ابو الحسن بن البخاري قالا اخبرنا ابو علي الرصافي قال اخبرنا ابو القاسم بن الحصين قال اخبرنا ابو علي التميمي قال اخبرنا ابو بكر القطيعي قال حدثنا عبد الله بن احمد بن حنبل قال حدثنا ابي قال حدثنا عفان قال حدثنا حماد قال اخبرنا عطاء بن السائب عن ابيه عن علي رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما زوجه فاطمة بعث معه بخميلة ووسادة من ادم حشوها ليف ورحيين وسقاء وجرتين فقال علي لفاطمة ذات يوم والله لقد سنوت حتى اشتكيت صدري وقد جاء الله اباك بسبي فاذهبي فاستخدميه فقالت انا والله قد طحنت حتى مجلت يداي فاتت النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما جاء بك اي بنية فقالت جئت لاسلم عليك واستحييت ان تسأله ورجعت فقال ما فعلت قالت استحييت ان اساله فاتياه جميعا فقال علي يا رسول الله والله لقد سنوت حتى اشتكيت صدري وقالت فاطمة قد طحنت حتى مجلت يداي وقد جاءك الله بسبي وسعة فاخدمنا فقال والله لا اعطيكما وادع اهل الصفة تطوى بطونهم لا اجد ما انفق عليهم ولكني ابيعهم وانفق عليهم اثمانهم فرجعا فاتاهما النبي صلى الله عليه وسلم وقد دخلا في قطيفتهما اذا غطت رؤوسهما تكشفت اقدامهما واذا غطيا اقدامهما

الأولى من النسخة الثالثة (الأزهرية)

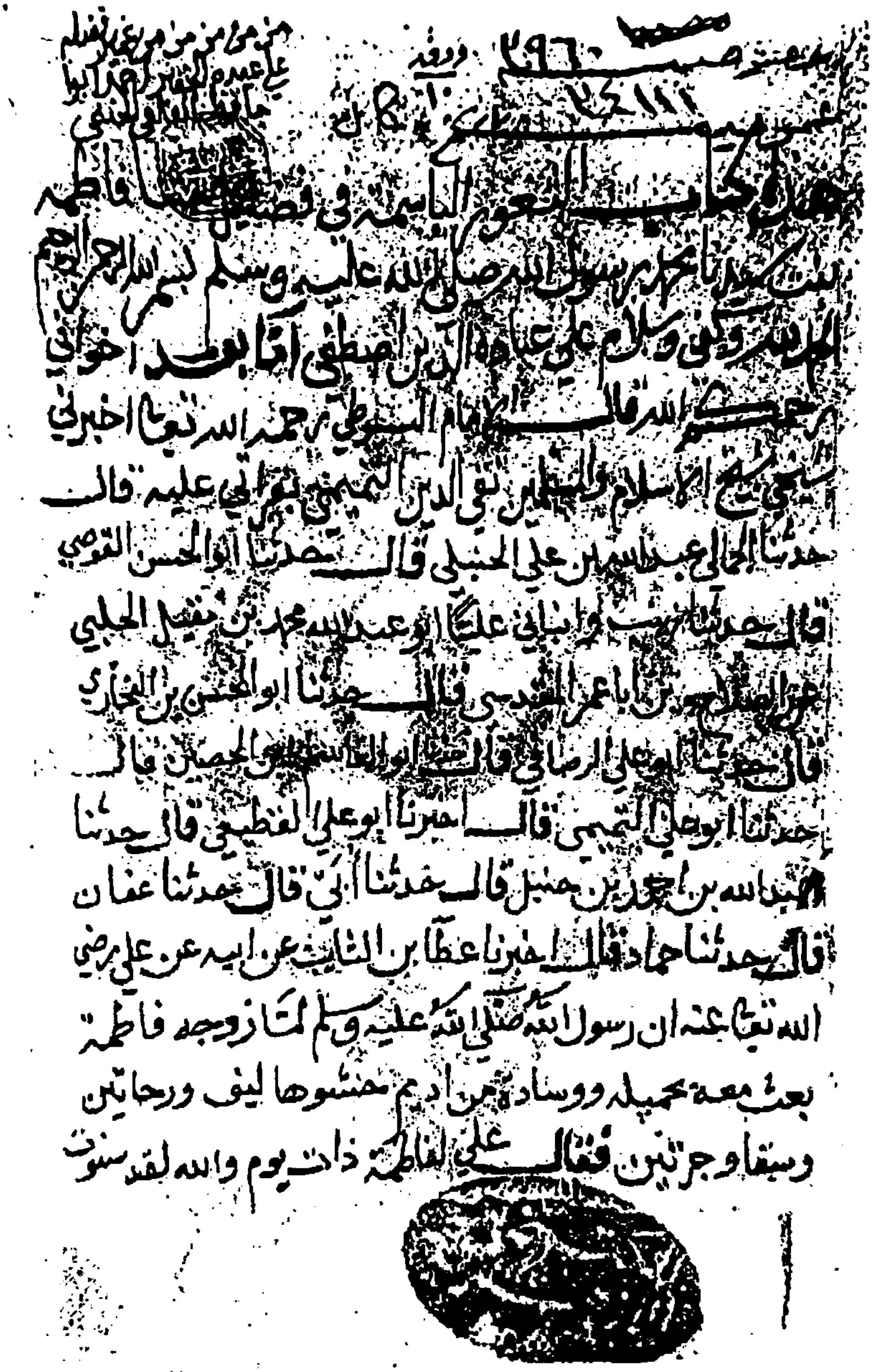

هذا كتاب الثغور الباسمة في فضائل السيدة فاطمة
بنت سيدنا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى أما بعد أخواني
رحمكم الله قال الإمام السيوطي رحمه الله تعالى أخبرني
شيخي شيخ الإسلام والمسلمين تقي الدين التميمي رحمة الله تعالى عليه قال
حدثنا الجمالي عبد الله بن علي الحنبلي قال حدثنا أبو الحسن القرشي
قال حدثنا يوسف وابنا أبي علي أنا أبو عبد الله محمد بن فضيل الحلبي
عن الصلاح بن أبا عمر المقدسي قال حدثنا أبو الحسن بن البخاري
قال حدثنا أبو علي الرصافي قال أنبأنا أبو القاسم بن الحصين قال
حدثنا أبو علي التميمي قال أخبرنا أبو علي القطيعي قال حدثنا
عبد الله بن أحمد بن حنبل قال حدثنا أبي قال حدثنا عفان
قال حدثنا حماد قال أخبرنا عطاء بن السائب عن أبيه عن علي رضي
الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما زوجه فاطمة
بعث معه بخميلة ووسادة من أدم حشوها ليف ورحايين
وسقاء وجرتين فقال علي لفاطمة ذات يوم والله لقد سنوت

الأولى من النسخة الثانية (الأزهرية)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

اخبرني شيخي شيخ الاسلام والمسلمين تقي الدين

الشمني بقراتي عليه قال انا الجمال عبد الله بن علي الحنبلي

قال انا ابو الحسن العرضي قال انا زينب بنت مكي واسا بي

عاليا ابو عبد الله محمد بن مقبل الحلبي عن الصلاح بن عمر

المقدسي قال انا ابو الحسن بن البخاري قالا انا ابو علي الرصافي

قال انا ابو القاسم بن الحسين قال انا ابو علي التميمي قال انا

ابو بكر القطيعي قال نا عبد الله بن احمد بن حنبل قال نا

ابي قال حد نا عفان قال نا حماد قال نا عطا ابن السايب

عن ابيه عن علي رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

لما زوجه فاطمة بعث معه بخميلة ووسادة من ادم حشوها

ليف ورحيين وسقا وجرتين فقال علي لفاطمة

ذات يوم والله لقد سنوت حتى اشتكيت صدري وقد

جاء الله اباك بسبي فاذهبي فاستخدميه فقالت وانا

والله قد طحنت حتى مجلت يداي فاتيا النبي صلى الله عليه

وسلم فقال ما جاء بك اي بنيه فقالت جيتك لاسلم عليك

واستحييت ان تساله ورجعت فقال ما فعلت قالت

استحييت ان اساله فاتياه جميعا فقال علي يا رسول الله

والله لقد سنوت حتى اشتكيت صدري وقالت فاطمة

قد طحنت حتى مجلت يداي وقد جا الله بسبي وسعة فاخدمنا

فقال

الصفحة الأولى من النسخة (أ)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى أخبرني شيخي شيخ الإسلام والمسلمين
تقي الدين التميمي قراءة عليه قال أنا الحافظ عبد الله بن علي الحنبلي قال أنا أبو الحسن
بن المرضي قالا أنا زينب بنت مكي ح وأنبأني عاليا أبو عبد الله محمد بن مقبل
الحلبي عن الصلاح بن أبي عمر المقدسي قالا أنا أبو الحسن بن البخاري قال أنا أبو
علي الرصافي قال أنا أبو الحصين قال أنا أبو علي التميمي قال أنا أبو بكر القطيعي
قال ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل قال ثنا أبي قال ثنا عفان قال حدثنا حماد
قال أنا عطاء بن السائب عن أبيه عن علي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله
عليه وسلم لما زوجه بفاطمة بعث معها بخميلة ووسادة من أدم حشوها ليف
ورحيين وسقاء وجرتين فقال علي لفاطمة ذات يوم والله لقد سنوت حتى
اشتكيت صدري وقد جاء الله أباك بسبي فاذهبي فاستخدميه فقالت
وأنا والله قد طحنت حتى مجلت يداي فأتت النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما جاء
بك أي بنية فقالت جئت لأسلم عليك واستحيت أن تسأله ورجعت فقال ما
فعلت قالت استحييت أن أسأله فأتيناه جميعا فقال علي يا رسول الله والله
لقد سنوت حتى اشتكيت صدري وقالت فاطمة قد طحنت حتى مجلت يداي
وقد جاءك الله بسبي وسعة فأخدمنا فقال والله لا أعطيكما وأدع أهل الصفة
تطوى بطونهم لا أجد ما أنفق عليهم ولكني أبيعهم وأنفق عليهم أثمانهم فرجعا
فأتاهما النبي صلى الله عليه وسلم وقد دخلا في قطيفتهما إذا غطت رؤوسهما
تكشفت أقدامهما وإذا غطيا أقدامهما تكشفت رؤوسهما فثارا فقال مكانكما
ثم قال ألا أخبركما بخير مما سألتماني قالا بلى فقال كلمات علمنيهن جبريل تسبحان
في دبر كل صلاة عشرا وتحمدان عشرا وتكبران عشرا وإذا أويتما إلى فراشكما
فسبحا ثلاثا وثلاثين واحمدا ثلاثا وثلاثين وكبرا أربعا وثلاثين قال فوالله
ما تركتهن منذ علمنيهن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فقال له ابن الكواء ولا ليلة صفين
قال نعم ولا ليلة صفين هذا حديث صحيح مشهور أخرجه الأئمة الستة وغيرهم
من طرق كثيرة بألفاظ مطولة ومختصرة فأخرجه البخاري في الخمس عن بدل بن

الصفحة الأولى من النسخة (ظ)

فاطمة تنفز الحسن وتقول ... شبيه رسول الله ليس شبيها بعلي
واخرج الدارمي من طريق انس ان فاطمة رضي الله عنها قالت يا انس اطابت انفسكم ان تحثوا التراب على رسول الله صلى الله عليه وسلم
واخرج ... عن جابر بن سعد قال اخبرتني ... بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم انها رات في منامها ... ابا بكر ونكح علي اسماء بنت عميس وكانت بنت عميس تحت ابي بكر فتوفي ابو بكر وتوفيت فاطمة فنكح علي اسماء بنت عميس ومما ينسب لفاطمة من الشعر قولها ترثي اباها صلى الله عليه وسلم ...

اغبر آفاق السماء وكورت ... شمس النهار واظلم الازمان
فالارض من بعد النبي كئيبة ... اسفا عليه كثيرة الرجفان
فليبكه شرق البلاد وغربها ... ولتبكه مضر وكل يماني
وليبكه الطود المعظم جوه ... والبيت ذو الاستار والاركان
يا خاتم الرسل المبارك صنوه
صلى عليك منزل القرآن

تم

الصفحة الأخيرة من النسخة (ق)

مليكه قال كانت فاطمة تنقز الحسن وتقول بنبي شبيه
رسول الله ليس شبيه بعلي الدارمي من طريق
انس بن مالك عنها انها قالت له كيف طابت انفسكم
ان تحثوا التراب على رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابن عساكر عن حابس بن سعد قال اخبرتني فاطمة
بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم انها رأت في منامها
انا انكحت ابا بكر ونكح علي اسما بنت عميس وكانت
بنت عميس تحت ابي بكر فتوفي ابو بكر وتوفيت فاطمة
فنكح علي اسما بنت عميس ... لفاطمة من الشعر
قولها ترثي اباها صلى الله عليه وسلم اورده ابن سيد الناس في سيرته
اغبر افاق السماء وكورت . شمس النهار واظلم العصران
والارض من بعد النبي كئيبة . اسفا عليه كثيرة الرجفان
فلتبكه شرق البلاد وغربها . ولتبكه مضر وكل يمان
ولتبكه الطود المعظم جوه . والبيت ذو الاستار والاركان
يا خاتم الرسل المبارك صنوه . صلى عليك منزل القرآن
آخر الرسالة ولله الحمد وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

الاخبار المروية في سبب وضع العربية
للامام الحافظ المجتهد جلال الدين
السيوطي رحمه الله تعالى
برحمته ومنه وكرمه
امين

الصفحة الأخيرة من النسخة (ب)

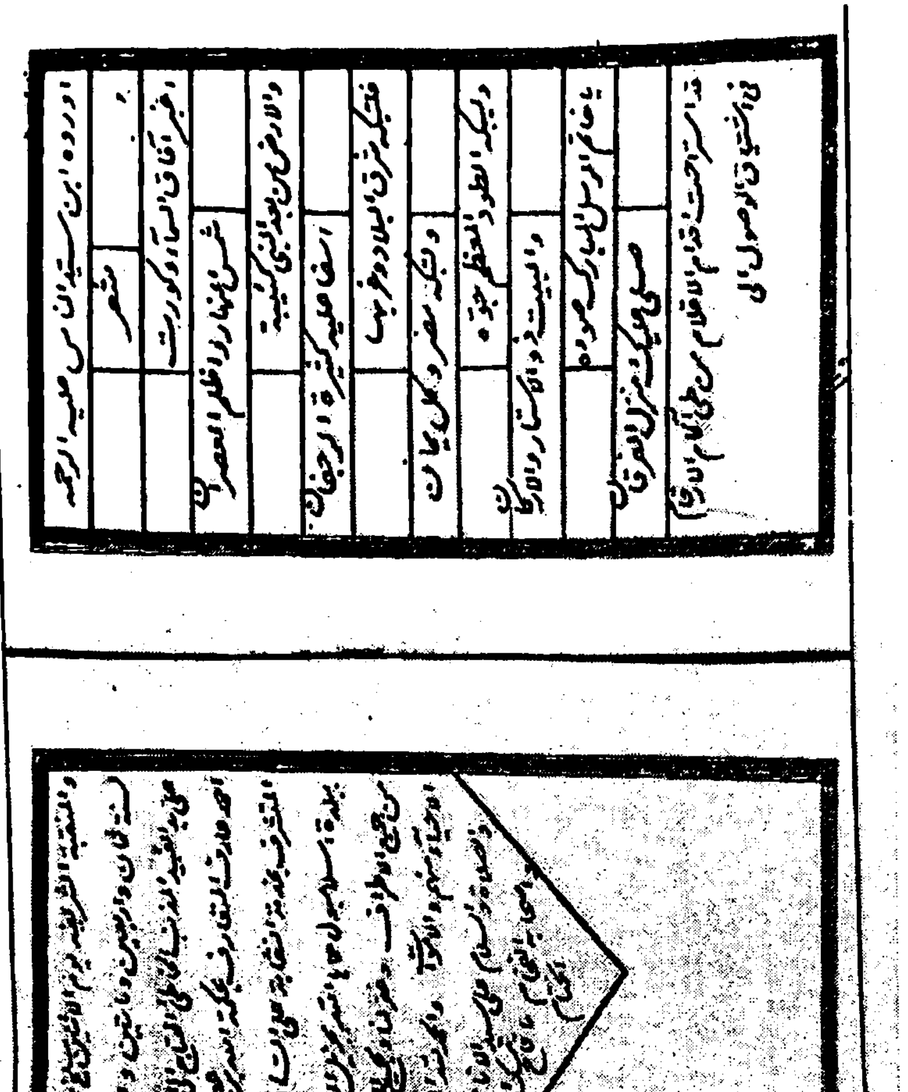

الورقة الأخيرة من النسخة (ع)

البيهقي في شعب الايمان حديث
وقد اخرج احمد عن محمد بن علي قال كتب الي عمر بن عبد العزيز ان انسخ
له وصية فاطمة فكان في وصيتها الستر التي تزعم الناس انها احدثته
وان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل عليها فلما راه رجع واخرج
عن ابن ابي مليكة قال كانت فاطمة تنقز الحسن وتقول بابي شبيه
رسول الله ليس شبيه بعلي واخرج الدارمي من طريق انس بن
مالك عنها انها قالت له كيف طابت انفسكم ان تحثوا التراب على رسول
الله صلى الله عليه وسلم واخرج ابن عساكر عن حابس بن سعد قال
حدثتني فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم انها رات في منامها انها
نكحت ابا بكر ونكح علي اسما بنت عميس وكانت بنت عميس تحت ابي بكر
فتوفي ابو بكر وتوفيت فاطمة فنكح علي اسما بنت عميس ومما ينسب
لفاطمة في الشعر قولها ترثي اباها صلى الله عليه وسلم اورده ابن سيد الناس في سيرته

اغبر آفاق السماء وكورت ، شمس النهار واظلم العصران
فالارض من بعد النبي كئيبة ، اسفا عليه كثيرة الرجفان
فليبكه شرق البلاد وغربها ، وليبكه مضر وكل يمان
وليبكه الطود المعظم جوه ، والبيت ذو الاستار والاركان
يا خاتم الرسل المبارك ضوؤه ، صلى عليك منزل الفرقان

والحمد لله وحده وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تم كتاب
الثغور الباسمة في مناقب فاطمة للعلامة الحافظ
جلال الدين ابي الفضل عبد الرحمن الاسيوطي
تغمده الله برحمته واسكنه فسيح جنته بمنه
وكرمه وذلك نهار الخميس ثامن
صفر الخير سنة ست وسبعين وألف
على يد كاتبه ابراهيم بن سليمان
ابن محمد بن عبد العزيز الحنفي
بدمشق وعلقها
لنفسه ولمن
شاء الله من
بعده
[illegible]

وکل بیان ولیبک الطود المعظم جوہ والبیت ذو الاستار والارکان -
یا خاتم الرسل المبارک ضوہ صلی علیک منزل الفرقان تنجزت کتاب الشذور
الباسمہ فی مناقب سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا وحشرنا فی زمرۃ ابیہا سید المرسلین
والاخرین حبیب رب العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

تمت بالخیر

فہرست کتب موجودہ مطبوعہ مطبع مطلع انوار دکن

الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ للشیخ الامام الحافظ السیوطی رح جسمیں کل احادیث متواترہ کو بترتیب ابواب جمع فرماتے ہیں -

عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا علی الصحابہ للامام الہمام مولانا جلال الدین السیوطی رح جس سے فضیلت حضرت عائشہ رض کی صحابہ کبار پر ثابت ہوتی ہے -

انباہ الاذکیا فی حیوۃ الانبیا مولفہ امام سیوطی رح جسمیں حیات انبیاء کو بدلایل ثابت اور شبہات دفع کیا ہے -

نظام [illegible] علم [illegible] مولوی ابراہیم صاحب [illegible] علم حساب [illegible]
[illegible]

صورة آخر النسخة الهندية

اَلثُّغُوْرُ الْبَاسِمَةُ فِيْ مَنَاقِبِ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

شیخ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى، وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔

وَبَعْدُ:

یہ ایک جزء ہے جس کا نام میں نے اَلثُّغُوْرُ الْبَاسِمَةُ فِيْ مَنَاقِبِ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا ہے۔

تسبیح، تحمید اور تہلیل کی اہمیت کا ذکر اور یہ کہ یہ تسبیح خادم سے بہتر ہے

اَخْبَرَنِيْ شَيْخِيْ شَيْخُ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ تَقِيُّ الدِّيْنِ الشُّمُنِّيُّ بِقِرَاءَتِيْ عَلَيْهِ قَالَ: اَخْبَرَنَا الْجَمَالُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ الْحَنْبَلِيُّ قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُو الْحَسَنِ الْعُرْضِيُّ قَالَ: اَنْبَاَتْنَا زَيْنَبُ بِنْتُ مَكِّيٍّ، ح وَأَنْبَاَنَا عَالِيًا اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُقْبِلِ الْحَلَبِيُّ عَنِ الصَّلَاحِ بْنِ اَبِيْ عُمَرَ الْمُقَدَّسِيِّ قَالَ: أَنْبَاَنَا اَبُوالْحَسَنِ بْنُ الْبُخَارِيِّ ، قَالَا: اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِي الرَّصَافِيُّ قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُو الْقَاسِمِ بْنُ الْحُصَيْنِ قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ التَّمِيْمِيُّ قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ الْقَطِيْعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ

قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِیْ قال: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قال حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ،أَنبَأَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَ
أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهُ بِخَمِيْلَ
وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَ رَحَيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِفَاطِمَةَ
ذَاتَ يَوْمٍ: وَاللّٰهِ لَقَدْ سَنَوْتُ حَتّٰى لَقَدِ اشْتَكَيْتُ صَدْرِی، قَالَ: وَ قَدْ جَاءَ اللّٰهُ أَبَ
بِسَبْيٍ، فَاذْهَبِيْ فَاسْتَخْدِمِيْهِ، فَقَالَتْ: وَأَنَا وَاللّٰهِ قَدْ طَحَنْتُ حَتّٰى مَجَلَتْ يَدَایَ، فَأَتَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكِ أَيْ بُنَيَّةُ؟ قَالَتْ: جِئْتُ لِأُسَلِّ
عَلَيْكَ، وَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ تَسْأَلَهُ وَرَجَعَتْ،

فَقَالَ: مَا فَعَلْتِ؟ قَالَتِ: اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ، فَأَتَيْنَاهُ جَمِيْعًا، فَقَ
عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَنَوْتُ حَتّٰى اشْتَكَيْتُ صَدْرِی، وَ قَالَتْ فَاطِ
رضی اللہ عنہا: قَدْ طَحَنْتُ حَتّٰى مَجَلَتْ يَدَایَ، وَ قَدْ جَاءَكَ اللّٰهُ بِسَبْيٍ وَسَعَةٍ فَأَخْدِمْنَا، فَقَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللّٰهِ لَا أُعْطِيْكُمَا وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تَطْوَ
بُطُوْنُهُمْ، لَا أَجِدُ مَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنِّيْ أَبِيْعُهُمْ وَأُنْفِقُ عَلَيْهِمْ أَثْمَانَهُمْ۔ فَرَجَ
فَأَتَاهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَدْ دَخَلَا فِيْ قَطِيْفَتِهِمَا، إِذَا غَطَّتْ رُءُوْسَهُ
تَكَشَّفَتْ أَقْدَامُهُمَا وَ إِذَا غَطَّيَا أَقْدَامَهُمَا تَكَشَّفَتْ رُءُوْسُهُمَا، فَثَارَا، فَقَالَ
مَكَانَكُمَا، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمَا بِخَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِيْ؟ قَالَا: بَلٰى.

فَقَالَ: كَلِمَاتٌ عَلَّمَنِيْهِنَّ جِبْرِيْلُ علیہ السلام، فَقَالَ: تُسَبِّحَانِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَا
عَشْرًا، وَ تَحْمَدَانِ عَشْرًا، وَتُكَبِّرَانِ عَشْرًا، وَإِذَا أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَا
وَثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَ كَبِّرَا أَرْبَعًا وَ ثَلَاثِيْنَ ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُهُ

مُنْذُ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْكَوَّاءِ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ؟ فَقَالَ: قَاتَلَكُمُ اللهُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، نَعَمْ، وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ۔ (1)

حضرت عطا بن سائب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی بیٹی کا نکاح اُن سے کیا تو اُن کے ہمراہ جہیز میں روئی دار کپڑے، گھاس بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو مٹکے روانہ کیے۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ کی قسم! (کھجوروں کے باغ سیراب کرنے کے لیے) کنوئیں سے پانی بھرنے کی وجہ سے میرے سینے میں تکلیف اور درد شروع ہو گیا ہے۔ آپ کے والد ماجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (آجکل) کچھ قیدی آئے ہوئے ہیں آپ اُن کے پاس حاضر ہو کر کسی خادم کی درخواست کریں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اللہ کی قسم! چکی چلا چلا کر میرے ہاتھوں میں بھی گٹے (اور چھالے) پڑ گئے ہیں۔ لہٰذا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا میری بیٹی کیسے آنا ہوا، تو آپ نے عرض کیا: سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنا سوال پیش کرنے سے حیا محسوس کی اور واپس لوٹ آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہوا؟ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے شرم آئی۔

پھر ہم دونوں اکٹھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

---

(1) امام احمد نے اپنی مسند میں اس کا اخراج کیا، کتاب مسند العشرة المبشرين بالجنة، باب مسند علی بن ابی طالب، نمبر: (840)

أَدَم: دباغت کیا ہوا چمڑا۔ سَنَوْتُ: میں نے کھجوروں کو سیراب کیا۔

شَكَوْتُ: میں نے بیماری کی شکایت کی۔ السَّبْي: جنگی قیدی مرد ہوں یا عورتیں۔

مَجَلَتْ: سوج گئے اور پھٹ گئے۔ دُبُرِ: آخر اور نہایت۔ مراد نماز کے ختم ہونے کے بعد۔

عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! کنوئیں سے پانی کھینچ کھینچ کر میرے سینے میں درد شروع ہو گیا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں: یارسول اللہ! بیشک چکی چلا چلا کر میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں۔ آپ کے پاس کچھ قیدی آئے ہوئے ہیں آپ ایک قیدی بطور خادم کے ہمیں عطا فرمادیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں اہل صفہ کو چھوڑ کر تمہیں کوئی قیدی بطور خادم نہیں دے سکتا جن اہل صفہ کے پیٹ بھوک کے سبب چپکے ہوئے ہیں اور اُن پر خرچ کرنے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے، بلکہ میں اُن قیدیوں کو بیچ کر اُن کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔ (یہ ارشاد سن کر) دونوں واپس لوٹ آئے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس رات کے وقت تشریف لائے (آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ) انہوں نے اتنی چھوٹی چادر اوڑھ رکھی تھی کہ اگر اپنا سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر اپنے پاؤں ڈھانکتے تھے تو سر کھل جاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی اُٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک دیا اور فرمایا کیا میں تمہیں اُس چیز سے بہتر چیز کی خبر نہ دوں جس کا سوال تم نے کیا تھا؟ دونوں نے عرض کیا: کیوں نہیں (یارسول اللہ!)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چند کلمات ہیں جو مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے سکھائے ہیں، پھر فرمایا کہ ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ لیا کرو، اور جب بستر پر آیا کرو تو 33 بار سُبْحَانَ اللهِ، 33 بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور 34 بار اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ لیا کرو۔ (آپ کی ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھائے ہیں میں نے انہیں کبھی نہیں چھوڑا۔ ابن کواء نے عرض کیا کہ جنگ صفین کے موقع پر بھی نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تمہیں قتل کرے اے اہل عراق! ہاں صفین کے موقع پر بھی نہیں۔

حدیث کی تخریج اور کتب حدیث میں اس کی روایات کے طرق

یہ حدیث صحیح مشہور ہے۔ ائمہ ستہ وغیرہم نے کثیر طرق، مختلف الفاظ اور طویل اور مختصر انداز میں اسے روایت کیا ہے۔

امام بخاری نے اسے باب الخمس میں بدل بن المحبّر سے (1) اور فضل

(1) کتاب فرض الخمس، باب الدلیل علی ان الخمس لنوائب رسول اللہ ﷺ والمساکین، نمبر (3113) اور لفظ ہیں: أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى مِنَ الرَّحَى مِمَّا تَطْحَنُ، فَبَلَغَهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِسَبْيٍ، فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَلَمْ تُوَافِقْهُ، فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لَهُ، فَأَتَانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ، فَقَالَ: عَلَى مَكَانِكُمَا، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، فَقَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا اللهَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ۔

کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے شکایت کی کہ انہیں (اناج کی پسائی سے) چکی سے مشقت ہوتی ہے، پھر آپ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی لائے گئے ہیں تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی خادم کا سوال کرنے حاضر ہوئیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہوسکی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم (سونے کے لیے) اپنے بستروں میں داخل ہو گئے تھے۔ ہم نے اُٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو، حتی کہ میں نے آپ کے پاؤں مبارک کی ٹھنڈک اپنے سینہ پر محسوس کی۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جس کا تم نے سوال کیا ہے؟ جب تم اپنے بستروں پر جاؤ تو چونتیس بار اَللّٰهُ اَكْبَر، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰه کہو تو یہ تسبیح اس سے بہتر ہے جس چیز کا تم دونوں نے سوال کیا ہے۔

علی میں محمد بن بشار عن غندر (1) کے طریق سے، کتاب النفقات میں مسدد ع

(1) کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی، نمبر (05
میں ہے، جس کے لفظ ہیں:

أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ شَكَتْ مَا تَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرَّحَا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ
وَسَلَّمَ سَبْيٌ، فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ، فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيءِ فَاطِمَةَ. فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا وَ قَدْ أ
مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ لِأَقُومَ، فَقَالَ: عَلَى مَكَانِكُمَا.

فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، وَقَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْ
سَأَلْتُمَانِي؛ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتَ
ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے شکایت کی کہ چکی پینے کی وجہ سے اُن کے ہاتھوں میں نشا
گئے ہیں، (آپ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے ہیں تو سیدہ فاطمہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ع
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملیں اور اس کا ذکر کیا۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ فاطمہ کے آنے کا ذکر کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ج
(سونے کے لیے) اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں اُٹھنے لگا تو
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو، حتی کہ آپ ہمارے درمیان تشریف فرما ہو گئے میں نے
کے پاؤں مبارک کی ٹھنڈک اپنے سینہ پر محسوس کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جس کا تم نے سوال کیا
جب تم اپنے بستروں پر جاؤ تو تم چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَر، تینتیس بار سُبْحَانَ اللهِ اور تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ
تسبیح تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

یحییٰ (1) کے طریق سے اور

(1) کتاب النفقات، باب عمل المرأة فی بیت زوجها، نمبر (5361) میں ہے، جس کے لفظ ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى وَبَلَغَهَا أَنَّهُ جَاءَهُ رَقِيقٌ، فَلَمْ تُصَادِفْهُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ، قَالَ: فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا نَقُومُ فَقَالَ: عَلَى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى بَطْنِي،

فَقَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - أَوْ أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا - فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

ابن ابی لیلیٰ نے روایت کیا کہ ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں وہ شکایت کر رہی تھیں کہ چکی پیسنے کی وجہ سے اُن کے ہاتھوں میں تکلیف پہنچی ہے اور (آپ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے ہیں پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہوئی۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم (سونے کے لیے) اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ ہم اُٹھنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی جگہ لیٹے رہو، پس آپ آئے اور ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے پاؤں مبارک کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہاری اس چیز پر رہنمائی نہ کروں جو تمہارے سوال سے بہتر ہے؟ جب تم اپنے لیٹنے کی جگہوں پر جاؤ۔ یا فرمایا: جب تم اپنے بستروں پر جاؤ تو تم دونوں تینتیس بار سُبْحَانَ اللهِ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس بار اَللّٰهُ اَکْبَر پڑھو تو یہ تسبیح تمہارے دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے۔

کتاب الدعوات میں سلیمان بن حرب سے روایت کیا۔(1)

(1) کتاب الدعوات، باب التکبیر والتسبیح عند المنام، نمبر(5959) میں ہے:
اور اس کے الفاظ ہیں:

أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ شَكَتْ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى ا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَ(ا
عَلِيٌّ): فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ أَقُومُ، فَقَالَ: مَكَانَكَ، فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْ
بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِي، فَقَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ؟ إِذَا أَوَيْتُمَا إِ
فِرَاشِكُمَا، أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا، فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثً
ثَلَاثِيْنَ، فَهٰذَا خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ۔

وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: اَلتَّسْبِيْحُ أَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے شکایت کی کہ چکی پیسنے کی وجہ
اُن کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو
تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خادم کا سوال کریں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت عا
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کا ذکر کیا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا ذکر کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ
ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم (سونے کے لیے) اپنے بستروں پر جا چکے تھے۔ (حضرت علی رض
فرماتے ہیں) میں اُٹھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی جگہ رہو، پھر آپ ہمارے درمیان ب
گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے مبارک پیروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے پاس پائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہاری اس چیز پر رہنمائی نہ کروں جو تمہارے لیے خادم سے
بہتر ہو؟ جب تم اپنے بستروں پر جاؤ یا تم بستروں کو پکڑو تو تینتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَر، تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ ا
چونتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو تو یہ تسبیح تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

اور شعبہ خالد سے وہ ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ تسبیح چونتیس بار ہے۔

امام مسلم نے کتاب الدعوات میں محمد بن المثنی و محمد بن بشار کلاھما عن محمد بن جعفر، و عن ابن ابی شیبۃ عن وکیع، و عن عبید اللہ بن معاذ عن ابیہ، و عن محمد بن المثنی عن ابن ابی عدی کے طرق سے روایت کیا۔ (1)

(1) کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب التسبیح اوّل النہار و عند النوم، نمبر (2727) اس کے الفاظ ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، أَنَّ فَاطِمَةَ اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى مِنَ الرَّحَى فِي يَدِهَا وَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ، فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ، وَلَقِيَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيءِ فَاطِمَةَ إِلَيْهَا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا نَقُومُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: عَلَى مَكَانِكُمَا. فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهِ عَلَى صَدْرِي، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَا، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَنْ تُكَبِّرَا اللهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحَاهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدَاهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی کہ چکی پیسنے کی وجہ سے اُن کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ قیدی لائے گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں لیکن آپ ﷺ کو نہ پایا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملیں اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا۔ پس جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا ذکر کیا۔ پس نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم (اُس وقت سونے کے لیے) اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ہم اُٹھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی جگہ پر رہو، پھر آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے مبارک پیروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے پاس محسوس کی۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھا دوں جو اُس چیز سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا ہے؟ (پھر فرمایا) جب تم اپنے بستروں پر آؤ تو چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَر، تینتیس بار سُبْحَانَ اللہ اور تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھو تو یہ تسبیح تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے۔

ابوداؤد نے کتاب الادب میں مسدد عن یحییٰ، وعن حفص بن عمر کے
سے اس کا اخراج کیا۔(1)

(1) کتاب الادب، باب فی التسبیح عند النوم، نمبر(5062) اور اس کے لفظ ہیں:

شَكَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى، فَأُتِيَ
فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ، فَلَمْ تَرَهُ، فَأَخْبَرَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخ
فَأَتَانَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ، فَقَالَ: عَلَى مَكَانِكُمَا. فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنَنَا
وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي.

فَقَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَسَبِّحَا
وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت
چکی پینے کی وجہ سے اُن کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی لائے
پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خ
سوال کریں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس بات
کیا۔ پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ فاطمہ
کے آنے کا ذکر کیا۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم
بستروں پر جا چکے تھے۔ ہم اُٹھنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی جگہ رہو، پھر آپ ہمارے در
تشریف فرما ہو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے پیروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ پر پائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہاری اس چیز پر رہنمائی نہ کروں جو اُس چیز سے بہتر ہے
کا تم نے سوال کیا ہے؟ (پھر فرمایا) جب تم اپنے بستروں پر آؤ تو تینتیس بار سُبْحَانَ الله، تینتیس بار اَ
لِلّٰه، اور چونتیس بار اَللّٰهُ اَکْبَر کہو تو یہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے۔

اور البانی نے صحیح سنن ابی داؤد میں اسے صحیح قرار دیا۔

آٹھوں نے شعبة عن الحکم بن عتیبة عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن علی سے روایت کیا۔

امام بخاری نے بھی کتاب النفقات میں حمیدی سے روایت کیا۔(1)

امام مسلم نے کتاب الدعوات میں زہیر بن حرب سے،(2)

اورنسائی نے قتیبہ سے،

ان تینوں نے سفیان، عن عبید اللہ بن ابی یزید، عن مجاھد، عن ابن ابی

(1) کتاب النفقات، باب خادم المرأة، نمبر (5047) میں ہے،

اس کے الفاظ ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ؟ تُسَبِّحِينَ اللهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدِينَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرِينَ اللهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ۔

ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ: إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ، فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ، قِيلَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ؟ قَالَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک خادم کا سوال کیا۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو تمہارے لیے اُس سے بہتر ہے۔تم سونے کے وقت تینتیس بار سُبحانَ الله، تینتیس بار اَلحمدُلِلّٰه، اور چونتیس بار اَللهُ اَکبَر کہو۔

(پھر سفیان نے کہا: ان میں ایک چونتیس بار ہے) پھر میں نے ان تسبیحات کو کبھی ترک نہیں کیا۔کہا گیا اور صفین کی رات بھی نہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور صفین کی رات بھی نہیں ترک کیا۔

(2) کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب التسبیح اوّل النهار و عند النوم، نمبر (2727)

لیلی کے طریق سے روایت کیا۔ (1)

نیز امام مسلم نے کتاب الدعوات میں عُبَید بن یعیش، اور محمد بن عبداللہ بن نُمَیر سے، دونوں نے عبداللہ بن نُمَیر، عن عبد الملك بن ابی سلیمان، عن عطاء عن مجاھد کے طریق سے روایت کیا۔ (2)

(1) یہ السنن الکبری میں نسائی کے نزدیک ہے، کتاب عمل الیوم واللیلة: التسبیح والتحمید والتکبیر عند النوم، نمبر (10650) اس کے الفاظ ہیں:

أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْتَخْدِمُهُ خَادِمًا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكِ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ قَالَتْ: وَ مَا هُوَ؟ قَالَ: تُسَبِّحِينَ اللهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتُكَبِّرِيْنَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ.

قَالَ سُفْيَانُ: لَا أَدْرِيْ أَيُّهَا أَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ. قَالَ عَلِيٌّ: فَمَا تَرَكْتُهَا مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قِيلَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ؟ قَالَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ.

نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں تاکہ آپ سے ایک خادم کا سوال کریں۔ پس نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہاری اُس چیز کی رہنمائی نہ کروں جو تیرے لیے اس سے بہتر ہے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سونے کے وقت تینتیس بار سُبْحَانَ اللہ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہا کرو۔

سفیان نے کہا: میں نہیں جانتا کہ چونتیس بار کونسی چیز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس جب سے میں نے ان تسبیحات کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے میں نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا۔ کہا گیا اور صفین کی رات بھی نہیں؟ فرمایا: اور صفین کی رات بھی نہیں۔

(2) کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب التسبیح اوّل النہار و عند النوم، نمبر (2727)

ابو داؤد نے بھی کتاب الادب میں عباس العنبری، عن عبدالملک بن عمرو، عن عبدالعزیز بن محمد کے طریق سے اخراج کیا۔ (1)

نسائی نے ابن السرح، عن ابن وھب، عن عمر بن مالک المعافری و حیوۃ بن شریح کے طریق سے روایت کیا۔

ان تینوں نے یزید بن الھاد، عن محمد بن کعب القرظی، عن شَبَث بن ربعی، عن علی کے طریق سے روایت کیا۔ (2)

(1) کتاب الادب، باب فی التسبیح عند النوم، نمبر: (5064) اور اس کے الفاظ ہیں:

قَالَ عَلِیٌّ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا لَيْلَةَ صِفِّينَ فَإِنِّي ذَكَرْتُهَا مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَقُلْتُهَا.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس جب سے میں نے ان تسبیحات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے میں نے انہیں سوائے صفین کی رات کے کبھی ترک نہیں کیا۔ پس مجھے رات کے آخری حصے میں یاد آیا تو میں نے یہ کلمات پڑھ لیے۔

البانی نے ضعیف سنن ابی داؤد میں اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

(2) یہ السنن الکبریٰ میں نسائی کے نزدیک ہے، کتاب عمل الیوم واللیلۃ: ثواب ذلک نمبر (10652) اس کے الفاظ ہیں:

قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِفَاطِمَةَ: اِئْتِ أَبَاكِ فَسَلِيهِ خَادِمًا تَتَّقِي بِهَا الْعَمَلَ، فَأَتَتْ أَبَاهَا حِينَ أَمْسَتْ فَقَالَ لَهَا: مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتْ: لَا شَيْءَ، جِئْتُ أُسَلِّمُ عَلَيْكَ، وَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ تَسْأَلَ شَيْئًا، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الْقَابِلَةَ قَالَ: ائْتِ أَبَاكِ فَسَلِيهِ خَادِمًا تَتَّقِي بِهَا الْعَمَلَ، فَخَرَجَتْ حَتَّى إِذَا جَاءَتْهُ قَالَ: مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتْ: لَا شَيْءَ يَا أَبَتَاهُ، جِئْتُ لِأَنْظُرَ كَيْفَ أَمْسَيْتَ، وَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ تَسْأَلَهُ شَيْئًا، حَتَّى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّالِثَةُ، قَالَ لَهَا عَلِيٌّ: امْشِي، فَخَرَجَا جَمِيعًا، حَتَّى أَتَيَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: .....

.....مَا أَتَى بِكُمَا؛ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَيْ رَسُولَ اللهِ، شَقَّ عَلَيْنَا الْعَمَلُ، فَأَرَدْنَا أَنْ تُعْطِيَنَا خَ
نَتَّقِيْ بِهَا الْعَمَلَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ لَكُمَا مِن
النَّعَمِ؛ فَقَالَ عَلِيٌّ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ، قَالَ: تَكْبِيْرَاتٌ وَ تَسْبِيْحَا
تَحْمِيْدَاتٌ مِائَةٌ، حِيْنَ تُرِيْدَانِ تَنَامَانِ فَتَبِيْتَانِ عَلَى أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمِثْلُهَا حِيْنَ تُصْبِحَانِ
قَالَ عَلِيٌّ: فَمَا فَاتَتْنِيْ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا
صِفِّيْنَ، فَإِنِّيْ أُنْسِيْتُهَا حَتَّى ذَكَرْتُهَا مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
فرمایا: آپ اپنے والد ماجد (نبی کریم ﷺ) کے پاس جائیں اور ایک خادم مانگ لیں تاکہ آپ
کرنے سے بچ جائیں (آپ کو کام نہ کرنا پڑے)۔ پس شام کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے وال
کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ سے پوچھا: اے میری بیٹی کیا بات
(کیسے آنا ہوا) عرض کیا: کچھ نہیں، میں آپ کو سلام کرنے آئی ہوں۔ اور کسی چیز کا سوال کرنے
محسوس کی یہاں تک کہ جب آئندہ شب ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا: آپ اپنے والد ماجد (نبی
ﷺ) کے پاس جائیں اور ایک خادم مانگ لیں تاکہ آپ کام کرنے سے بچ جائیں۔ حضرت
رضی اللہ عنہا نکلیں حتی کہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوگئیں تو آپ ﷺ نے پوچھا: اے میری
بات ہے؟ عرض کیا: اے ابا جان کچھ نہیں میں یہ دیکھنے آئی تھی کہ آپ نے رات کیسے گزاری۔ اور کسی
سوال کرنے سے حیا محسوس کی۔

یہاں تک کہ جب تیسری رات آئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے
چلیں، پس دونوں نکلے یہاں تک کہ حضور رسول اللہ ﷺ کے آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پو
دونوں کیسے آئے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کام کرنا ہم پر دشوار ہو گیا ہے ہم نے ا
کہ آپ ہمیں کوئی خادم عطا فرمائیں جس کے سبب ہم کام سے بچ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فر
میں تمہاری رہنمائی ایسی چیز کی طرف نہ کروں جو تمہارے لیے سرخ چوپائیوں ------

نیز ابوداؤد نے بھی کتاب الخراج میں عن یحییٰ بن خلف، عن عبدالاعلیٰ، (1) وعن مؤمل بن هشام، عن ابن علیة کے طریق سے روایت کیا۔

گزشتہ صفحہ کا بقیہ

---(عمدہ جانوروں یا سرخ اونٹوں) سے بہتر ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تکبیرات، (اللہ اکبر) تسبیحات (سبحان اللہ) اور تحمیدات (الحمدللہ) سو ہیں۔ جب تم سونے کا ارادہ کرو تو ہزار نیکیوں پر رات گزارو اور اس کی مثل جب تم صبح کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس جب سے میں نے ان تسبیحات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے میں نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا سوائے صفین کی رات کے، مجھے یہ تسبیحات بھلا دی گئیں یہاں تک کہ مجھے رات کے آخری حصے میں یاد آ گئیں۔

(1) کتاب الخراج، باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسهم ذی القربی، نمبر: (2988)

اور اس کے الفاظ ہیں:

عَنِ ابْنِ أَعْبُدَ، قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مِنْ أَحَبِّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: إِنَّهَا جَرَّتْ بِالرَّحَى حَتَّى أَثَّرَ فِي يَدِهَا، وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَّرَ فِي نَحْرِهَا، وَكَنَسَتِ الْبَيْتَ حَتَّى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدَمٌ، فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا، فَأَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَّاثًا فَرَجَعَتْ، فَأَتَاهَا مِنَ الْغَدِ، فَقَالَ: مَا كَانَ حَاجَتُكِ؟ فَسَكَتَتْ.

فَقُلْتُ: أَنَا أُحَدِّثُكَ يَا رَسُولَ اللهِ! جَرَّتْ بِالرَّحَى حَتَّى أَثَّرَتْ فِي يَدِهَا، وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَّرَتْ فِي نَحْرِهَا، فَلَمَّا أَنْ جَاءَكَ الْخَدَمُ أَمَرْتُهَا أَنْ تَأْتِيَكَ فَتَسْتَخْدِمَكَ خَادِمًا يَقِيهَا حَرَّ مَا هِيَ فِيهِ. قَالَ: اتَّقِي اللهَ يَا فَاطِمَةُ! وَأَدِّي فَرِيضَةَ رَبِّكِ، وَاعْمَلِي عَمَلَ أَهْلِكِ، فَإِذَا أَخَذْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبِّرِي أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَتِلْكَ مِائَةٌ، فَهِيَ خَيْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ. قَالَتْ: رَضِيتُ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَعَنْ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

ابن اعبد کا بیان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تم سے اپنا اور----

دونوں نے سعید الجُریری، عن ابی الورد بن ثمامة، عن ابن اعبد، عن
کے طریق سے روایت کیا۔ (1)

-----رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کا ایک واقعہ بیان نہ کروں اور وہ اپنے گھر والوں کو سب سے محبو
عزیز تھیں۔ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چکی پیس
جس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے، مشک سے پانی بھرنے کے عمل نے اُن کی
میں نشان پڑ گئے تھے (اور درد ہونے لگا تھا) گھر میں جھاڑو دیتیں تو اُن کے کپڑے گرد آلود ہو
تھے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ خادم آئے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اپ
ماجد ﷺ سے کسی خادم کا سوال کریں۔ وہ حاضر ہوئیں تو آپ کے پاس (گفتگو کرنے والے) آ
کو دیکھ کر واپس پلٹ آئیں۔

پس اگلے دن حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے پوچھا تمہیں کیا کام تھا؟ وہ خاموش رہیں
نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں وجہ بیان کرتا ہوں کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ان کے ہاتھ میں نشان (گ
گیا ہے، مشک اُٹھانے کی وجہ سے ان کے سینے میں درد ہونے لگا ہے۔ اب چونکہ آپ کے پاس کچھ
آئے ہیں تو میں نے انہیں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خادم مانگنے کے لیے کہا جو انہیں اس محنت و م
سے بچائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! اللہ سے ڈرو، اپنے رب کا فریضہ (احکام) بجالا
اپنے اہل وگھر کا کام خود کرو، جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو (سونے کے وقت) تینتیس بار سُبْحَانَ اللہ، ت
بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہا کرو، یہ سو (100) ہو گئے جو تمہارے لیے خادم سے بہتر ہیں
حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں اللہ عزوجل اور اُس کے رسول ﷺ سے راضی ہو

البانی نے ضعیف سنن ابی داؤد میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(1) کتاب الادب، باب فی التسبیح عند النوم، نمبر: (5063)

اور اس کے الفاظ ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ لِابْنِ أَعْبُدَ: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْ

وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ أَحَبَّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ، وَكَانَتْ عِنْدِيْ فَجَرَتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى أَثَّرَتْ بِيَدِهَا، وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَتْ فِيْ نَحْرِهَا، وَقَمَّتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا، وَأَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حَتّٰى دَكِنَتْ ثِيَابُهَا، وَأَصَابَهَا مِنْ ذٰلِكَ ضُرٌّ، فَسَمِعْنَا أَنَّ رَقِيْقًا أُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيْهِ خَادِمًا يَكْفِيْكِ، فَأَتَتْهُ، فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَّاثًا، فَاسْتَحْيَتْ فَرَجَعَتْ،

فَغَدَا عَلَيْنَا وَنَحْنُ فِيْ لِفَاعِنَا، فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهَا فَأَدْخَلَتْ رَأْسَهَا فِي اللِّفَاعِ حَيَاءً مِنْ أَبِيْهَا، فَقَالَ: مَا كَانَ حَاجَتُكِ أَمْسِ إِلٰى آلِ مُحَمَّدٍ؟ فَسَكَتَتْ مَرَّتَيْنِ، فَقُلْتُ: أَنَا وَاللّٰهِ! أُحَدِّثُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ هٰذِهِ جَرَّتْ عِنْدِيْ بِالرَّحٰى حَتّٰى أَثَّرَتْ فِيْ يَدِهَا، وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَتْ فِيْ نَحْرِهَا، وَكَسَحَتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا، وَأَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حَتّٰى دَكِنَتْ ثِيَابُهَا، وَبَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ أَتَاكَ رَقِيْقٌ أَوْ خَدَمٌ، فَقُلْتُ لَهَا: سَلِيْهِ خَادِمًا، فَذَكَرَ مَعْنٰى حَدِيْثِ الْحَكَمِ وَأَتَمَّ۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابن اعبد سے فرمایا: کیا میں تم سے اپنا اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایک واقعہ نہ بیان کروں، وہ اپنے گھر والوں کو سب سے محبوب اور میرے نکاح میں تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چکی پیستی تھیں جس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے، مشک سے پانی بھرنے کی وجہ سے اُن کی گردن میں نشان پڑ گئے تھے، گھر میں جھاڑو دیتی تھیں تو اُن کے کپڑے گرد آلود ہو جاتے تھے، ہانڈی پکاتیں تو اُن کے کپڑے سیاہ ہو جاتے تھے۔ ان کاموں کی وجہ سے انہیں تکلیف ہوتی تھی۔ ہم نے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خادم آئے ہیں تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے کسی خادم کا سوال کرو جو تمہیں ان کاموں سے کافی ہو (وہ تمہاری جگہ کام کرے)۔ پس وہ حاضر ہوئیں تو آپ کے پاس (گفتگو کرنے والے کچھ) آدمیوں کو دیکھا انہیں شرم محسوس ہوئی تو لوٹ آئیں۔

اگلے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم اپنی رضائیوں میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سر کے پاس بیٹھ گئے تو انہوں نے اپنے والد ماجد سے شرماتے ہوئے اپنا سر رضائی میں چھپا لیا۔ آپ نے پوچھا: آلِ محمد کو کل کیا کام تھا؟ (کیا حاجت پیش آ گئی تھی؟) --------

ترمذی نے اسے کتاب الدعوات میں روایت کیا۔(1)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ:

دوبار پوچھنے پر بھی وہ خاموش رہیں تو میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! یارسول اللہ! میں عرض کرتا ہوں، یہ میرے پاس چکی پیستی ہیں جس سے اس کے ہاتھوں میں نشان (گٹے) پڑ گئے ہیں، مشک اُٹھانے کی وجہ سے ان کی گردن پر نشان پڑ گئے ہیں، گھر کی صفائی کرتی ہیں جس سے ان کے کپڑے کالے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ کے پاس خادم آئے ہیں تو میں نے ان سے کہا ایک خادم کا سوال کرو،

آگے حدیث حکم کی طرح بیان کیا جو مکمل حدیث ہے۔

البانی نے ضعیف سنن ابی داؤد میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(1) کتاب الدعوات، باب ما جاء فی التسبیح والتکبیر والتحمید عند المنام، نمبر: (3408) اور اس کے الفاظ ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: شَكَتْ إِلَيَّ فَاطِمَةُ مَجَلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِينِ، فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا؛ فَقَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنَ الْخَادِمِ؛ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا تَقُولَانِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَأَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ مِنْ تَحْمِيْدٍ وَتَسْبِيْحٍ وَتَكْبِيْرٍ.

وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ. قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَوْنٍ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ.

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے اپنے ہاتھوں کے آبلوں (چھالوں) کی شکایت کی جو چکی پیسنے کی وجہ سے پڑ گئے تھے۔ میں نے کہا اگر تم اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر غلام کا سوال کرو تو اچھا ہے، (انہوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہارے لیے غلام سے بہتر ہے۔ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللہ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اور چونتیس بار اَللہُ اَکْبَر کہا کرو۔

باقی اگلے صفحہ پر----

نسائی نے عشرۃ النساء میں روایت کیا۔

دونوں نے عن ابی الخطّاب زیاد بن یحییٰ البصری، عن ازھر بن سعد السّمان، عن ابن عون، عن ابن سیرین، عن عَبِیدَۃ بن عمرو السلمانی، عن علی کے طریق سے روایت کیا۔ (1)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ:

اس حدیث میں ایک واقعہ ہے۔ (ابوعیسٰی نے فرمایا:) یہ حدیث ابن عون کی روایت سے حسن غریب ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے مروی ہے۔

البانی نے صحیح سنن الترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(1) یہ السنن الکبریٰ میں نسائی کے نزدیک ہے، کتاب عشرۃ النساء، الخادم للمرأۃ، نمبر: (9172) اس کے الفاظ ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: شَكَتْ إِلَيَّ فَاطِمَةُ مَجْلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِينِ فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَرَجَعَتْ، فَلَمَّا جَاءَ أُخْبِرَ، فَأَتَانَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، وَعَلَيْنَا قَطِيفَةٌ إِذَا لَبِسْنَاهَا طُولًا خَرَجَتْ مِنْهَا جُنُوبُنَا، وَإِذَا لَبِسْنَاهَا عَرْضًا خَرَجَتْ رُءُوسُنَا أَوْ أَقْدَامُنَا فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ! أُخْبِرْتُ أَنَّكِ جِئْتِ، فَهَلْ كَانَ لَكِ حَاجَةٌ؟ قُلْتُ: بَلَى، شَكَتْ إِلَيَّ مَجْلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِينِ فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا. قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنَ الْخَادِمِ؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا، فَقُولَا: ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ مِنْ تَحْمِيدٍ وَتَسْبِيحٍ وَتَكْبِيرٍ.

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے اپنے ہاتھوں کے آبلوں (چھالوں) کی شکایت کی جو چکی پیسنے کی وجہ سے پڑ گئے تھے۔ میں نے کہا اگر تم اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر غلام کا سوال کرو تو اچھا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں لیکن آپ سے ملاقات نہ ہو سکی تو واپس لوٹ آئیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ کو اس بات کی اطلاع دی گئی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نسائی نے بھی کتاب النکاح میں عن نصیر بن الفرج، عن ابی اسام
زائدۃ کے طریق سے روایت کیا۔ (1)

ابن ماجہ نے کتاب الزھد میں عن واصل بن عبدالاعلی، عن محم
فضیل کے طریق سے، دونوں نے عطاء بن السائب، عن ابیہ، عن علی کے
سے روایت کیا۔ (2)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ:

جا چکے تھے۔ ہم پر ایک ایسی چادر تھی کہ جب ہم اُسے لمبائی کے رخ لیتے تو ہمارے پہلو باہر نکل جا
جب ہم اُسے چوڑائی میں اوڑھتے تو ہمارے سر یا پاؤں نکل جاتے۔ آپ نے پوچھا: اے فاطمہ!
چلا کہ آپ آئیں تھیں کیا تمہیں کوئی حاجت تھی؟

(حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، انہوں نے مجھ سے چکی پیس
سبب اپنے ہاتھوں کے آبلوں اور نشانوں کی شکایت کی تو میں نے کہا: اگر تم اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم کے
جا کر غلام کا سوال کرو تو اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تم د
کے لیے غلام سے بہتر ہے۔ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللہ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ
چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہا کرو۔

(1) کتاب النکاح، باب جھاز الرجل ابنته، نمبر: (3384) اور اس کے الفاظ ہیں:

جَهَّزَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِيْ خَمِيْلٍ وَقِرْبَةٍ وَوِسَادَةٍ حَشْوُهَا إِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حاشیہ دار (
رنگ کی) ایک چادر، مشک اور چمڑے کا تکیہ جہیز میں عطا فرمایا جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی۔

البانی نے ضعیف سنن النسائی میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(2) کتاب الزھد، باب ضجاع آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نمبر: (4152)
اور اس کے الفاظ ہیں: (حدیث اور ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کری

احمد نے اسود بن عامر و حسین و ابی احمد الزبیری کے طریق سے روایت کیا تینوں نے عن اسرائیل، عن ابی اسحاق، عن هُبیرة بن یَریم، عن علی کے طریق سے روایت کیا۔ (1)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَتَى عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَهُمَا فِي خَمِيلٍ لَهُمَا، وَالْخَمِيلُ: الْقَطِيفَةُ الْبَيْضَاءُ مِنَ الصُّوفِ، قَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَّزَهُمَا بِهَا، وَوِسَادَةٍ مَحْشُوَّةٍ إِذْخِرًا وَقِرْبَةٍ۔

حضرت عطا بن سائب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لائے اور وہ دونوں اپنی ایک سفید چادر اوڑھے ہوئے تھے وہ چادر حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمائی تھی، چمڑے کا ایک تکیہ جس میں اِذخر گھاس بھری ہوئی تھی اور ایک مشک تھی۔

البانی نے اسے صحیح سنن ابن ماجہ میں صحیح قرار دیا۔

(1) کتاب مسند العشرة المبشرین بالجنة، باب مسند علی بن ابی طالب، نمبر: (1253) اس کے الفاظ ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قُلْتُ لِفَاطِمَةَ: لَوْ أَتَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا، فَقَدْ أَجْهَدَكِ الطَّحْنُ وَالْعَمَلُ؟ - قَالَ حُسَيْنٌ: إِنَّهُ قَدْ جَهَدَكِ الطَّحْنُ وَالْعَمَلُ، وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو أَحْمَدَ - قَالَتْ: فَانْطَلِقْ مَعِي. قَالَ: فَانْطَلَقْتُ مَعَهَا. فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ ذَلِكَ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَاهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبِّرَاهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَتِلْكَ مِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا تَرَكْتُهَا بَعْدَمَا سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ؟ قَالَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ۔

(ترجمہ اگلے صفحہ پر)

طبری نے "تهذیب الآثار" میں القاسم مولی معاوية عن علی او
امامة عن علی کے طریق سے اور عمارة ابن عبد، عن علی کے طریق سے،
اور محمد ابن الحنفية، عن علی کے طریق سے اور ابی مریم، عن علی
طریق سے روایت کیا۔
مطین نے اسے "مسند علی" میں ھانئ بن ھانئ، عن علی کے طریق سے رو
کیا۔ (1)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آٹا پینے او
کرنے کی وجہ سے تمہارے ہاتھوں میں نشان (گٹے) پڑ گئے ہیں، اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آپ سے ایک خادم کی درخواست کرتیں (تو اچھا ہوتا) انہوں نے کہا کہ آپ بھی میرے ساتھ چلی
چنانچہ میں اُن کے ساتھ چلا گیا اور ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے درخواست پیش کر دی۔ پس
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تم دونوں کے لیے غلام سے بہتر ہے۔ ج
اپنے بستر پر جاؤ تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللہ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اور چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ لیا کرو۔
کو تو یہ تعداد سو ہو گی لیکن میزان میں یہ ہزار ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا چنانچہ اُس دن ک
سے میں نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا۔ کسی نے پوچھا کہ جنگ صفین کی رات بھی نہیں؟ فرمایا: ہاں!
صفین کی رات بھی نہیں۔

شعیب الارنؤوط نے اسے صحیح قرار دیا۔

(نوٹ) حدیث کے ایک راوی حسین نے کہا کہ الفاظ یہ ہیں:

إِنَّهُ قَدْ جَهَدَكِ الطَّحْنُ وَالْعَمَلُ۔

اسی طرح ابو احمد نے کہا۔ (مفہوم وہی ہے۔)

(1) دیکھیں: فتح الباری لابن حجر (11/122)

نیز ان سے ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں، (1)

(1) کتاب الزینة والتطییب، باب آداب النوم: ذکر ما یقول المرء إذا أتی مضجعه من التسبیح والتکبیر والتحمید، نمبر: (5524) اور اس کے الفاظ ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو إِلَيْهِ أَثَرَ الرَّحَى، وَبَلَغَهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِسَبْيٍ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَلَمْ تَلْقَهُ وَلَقِيَتْ عَائِشَةَ، فَحَدَّثَتْهَا الْحَدِيثَ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ بِذَلِكَ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ، فَقَالَ: مَكَانَكُمَا، وَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهِ عَلَى صَدْرِي، فَقَالَ: أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِي، تُكَبِّرَانِ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا، فَإِنَّهُ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت کرنے حاضر ہوئیں کہ چکی پیسنے کی وجہ سے اُن کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے ہیں، انہیں اس بات کا پتہ چلا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیدی لائے گئے ہیں پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی خادم کا سوال کریں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات نہ ہو سکی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوگئی تو آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کا ذکر کیا۔ پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا ذکر کیا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ ہم اُٹھنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی جگہ رہو، پھر آپ ہمارے درمیان تشریف فرما ہو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے پیروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے پاس پائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں اس چیز سے بہتر چیز بتاتا ہوں جس کا تم نے مجھ سے سوال کیا ہے؟ (پھر فرمایا) چونتیس بار اَللّٰهُ اَکْبَر، تینتیس بار سُبْحَانَ الله اور تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰه، کہو جب تم اپنے بستروں پر آؤ تو یہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے۔

جعفر الفریابی نے ''اَلذِّکر''،(1) میں، یوسف القاضی نے ''اَلذِّکر''،(2) میں، و
نے ''العلل''،(3) میں،

(1) دیکھیں: فتح الباری لابن حجر (11/122)

(2) دیکھیں: فتح الباری لابن حجر (11/123)

(3) العلل الواردة فی الاحادیث النبویة، للدارقطنی: (3/283) اور اس کے الفاظ ہیں
قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَدَمٌ. فَاَمَرْتُ فَاطِمَۃَ اَنْ تَاْتِیَہٗ فَتَ
خَادِمًا. فَانْطَلَقَتْ حَتّٰی اَتَتْ مَنْزِلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تُوَافِقْہُ. فَدَخَلَ ا
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ لَہٗ اُمُّ سَلَمَۃَ اِنَّ ابْنَتِیْ فَاطِمَۃَ جَاءَتْكَ تَلْتَمِسُكَ. فَخَرَجَ حَتّٰ
مَنْزِلَ فَاطِمَۃَ. فَاسْتَاْذَنَ وَقَدْ دَخَلَتْ هِیَ وَعَلِیٌّ فِی اللِّحَافِ. فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ هَمَّا اَنْ یَلْبَسَا. فَقَ
مَكَانَكُمَا. فَقَالَ: یَا بُنَیَّۃُ اُخْبِرْتُ اَنَّكِ جِئْتِ تَطْلُبِیْنِیْ، مَا جَاءَ بِكِ؟ قَالَتْ: بَلَغَنِیْ اَنَّہٗ قَ
عَلَیْكَ خَدَمٌ. فَاَحْبَبْتُ اَنْ تُعْطِیَنِیْ خَادِمًا یَكْفِیْنِی الْعَجِیْنَ وَالْخُبْزَ. فَاِنِّیْ قَدْ شَقَّ عَلَیَّ. فَقَ
مَا جِئْتِ تَطْلُبِیْنِیْ اَحَبَّ اِلَیْكِ، اَوْ مَا هُوَ خَیْرٌ مِّنْہُ؟ فَغَمَزْتُهَا، قُوْلِیْ: مَا هُوَ خَیْرٌ مِّنْہُ؟ فَقَالَتْ
هُوَ خَیْرٌ مِّنْہُ اَحَبُّ اِلَیَّ. قَالَ: فَاِذَا كُنْتُمَا عَلٰی مِثْلِ حَالِكُمَا الَّذِیْ اَنْتُمَا عَلَیْہِ الْآنَ. فَسَبِّحِیْ ثَ
وَثَلَاثِیْنَ وَاحْمَدِیْ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَكَبِّرِیْ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ. قَالَ عَطَاءٌ: وَاَنَا شَاكٌّ اَیُّهُمَا اَرْ
ثَلَاثِیْنَ، غَیْرَ اَنِّیْ اَظُنُّہُ التَّكْبِیْرَ. قَالَ عَلِیٌّ: فَمَا تَرَكْتُہٗ مُنْذُ سَمِعْتُہٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَ
وَسَلَّمَ قُلْتُ: وَلَا لَیْلَۃَ صِفِّیْنَ؟ قَالَ: وَلَا لَیْلَۃَ صِفِّیْنَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کچھ خادم آئے، میں
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر ایک خادم مانگ لیں۔ پس وہ
گئیں یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر حاضر ہوئیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ملاقات نہ ہو سکی)۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو ام المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری بیٹی فاطمہ آئی تھیں آپ کو تلاش کر رہی تھیں۔ (یہ سن کر) آپ نکلے
کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے (داخل ہونے کی) اجازت طلب فرمائی۔ (باقی آگے)

بیہقی (1) نے،

گزشتہ صفحہ کا بقیہ:

(راوی نے بیان کیا) کہ حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما لحاف میں تھے۔ پس جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مانگی تو انہوں نے اُٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: اپنی جگہ ٹھہرے رہو، پھر فرمایا: اے میری بیٹی تم مجھے ڈھونڈنے آئیں تھیں، کیا حاجت پیش آئی؟ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا مجھے یہ خبر ملی تھی کہ آپ کے پاس خادم آئے ہیں۔ مجھے یہ پسند ہے کہ آپ مجھے ایک خادم عطا فرمائیں تاکہ وہ آٹا گوندھنے اور روٹی پکانے میں میری کفایت کرے کیونکہ یہ کام میرے لیے دشوار ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم مجھ سے اپنی پسندیدہ چیز مانگنے آئیں یا جو اُس سے بہتر ہے؟ میں نے انہیں اشارہ کیا کہ پوچھو اس سے بہتر وہ کیا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اس سے بہتر کیا ہے جو مجھے پسند اور محبوب ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ایسی حالت پر ہو جس پر تم دونوں اب ہو (سونے لگو) تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰه، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰه، اور چونتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ لیا کر۔

عطا نے کہا: مجھے شک ہے کہ چونتیس مرتبہ کیا ہے مگر میرا خیال ہے کہ وہ تکبیر (اللہ اکبر) ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چنانچہ جب سے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اُس کے بعد سے میں نے انہیں ترک نہیں کیا۔ (راوی نے کہا) میں نے پوچھا کہ جنگ صفین کی رات بھی نہیں؟ فرمایا: جنگ صفین کی رات بھی نہیں۔

(1) السنن الکبری، کتاب القسم والنشور، باب ما یستحب لها رعایة لحق زوجها وان لم یلزمها شرعاً، باب خدمة المرأة، (7/293) اور اس کے الفاظ ہیں:

شَكَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا تَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرَّحَى فِيْ يَدِهَا قَالَ: فَذَهَبَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَرَهُ. قَالَ: فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. فَلَمَّا جَاءَ ذَكَرَتْ لَهُ. قَالَ (ای علی): فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا. فَذَهَبْتُ أَقُوْمُ فَقَالَ: مَكَانَكَ ثُمَّ جَلَسَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ فَقَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ؛ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ.

(باقی اگلے صفحہ پر)

اور بزار(1) نے روایت کیا۔

گزشتہ صفحہ کا بقیہ:

وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے شکایت کی کہ چکی پینے کی وجہ سے اُن کے ہاتھوں میں
گئے ہیں، حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی خادم کا سوال کر
گئیں لیکن آپ کو نہ دیکھا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا ذکر
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی
اس بات کا ذکر کیا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لا
اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ میں اُٹھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی جگہ رہو، پھر آپ
درمیان تشریف فرما ہو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے پیروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ پر پائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہارے لیے خادم سے بہتر
فرمایا) جب تم اپنے بستروں پر آؤ تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللہ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اور چونتیس بار اَ
کہو، پس یہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے۔

(1) مسند بزار، :(217/2) عن علی بن ابی طالب، اور اس کے الفاظ ہیں:

اَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا: أَلَا أُعَلِّمُكُمَا شَيْئًا تَقُولَا
مَنَامِكُمَا؟ قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: تُسَبِّحَانِ اللهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ، وَتَحْمَدَانِ ثَلَاثًا وَّ
وَتُكَبِّرَانِ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ، فَإِنَّهُ تُكْتَبُ لَكُمْ بِهَا أَلْفُ حَسَنَةٍ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے
فرمایا: کیا میں تمہیں ایک چیز نہ بتاؤں جسے تم سونے کے وقت پڑھو؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں
اللہ! آپ نے فرمایا: تم تینتیس بار سُبْحَانَ اللہ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ
بیشک اس کے سبب تمہارے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔

نیز حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جس کا اخراج مسلم نے کیا ہے۔ (1)

ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ہے جس کا اخراج طبری نے "تہذیب الآثار" میں کیا ہے۔ (2)

اور اس کی اصل سنن ابی داؤد میں ام الحکم اور ضُباعۃ بنت الزبیر کی حدیث ہے، اس کا اخراج ابوداؤد نے کیا ہے۔ (3)

(1) کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب ما یقول عند النوم واخذ المضجع، نمبر (2713) اس کے الفاظ ہیں:

أَتَتْ فَاطِمَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَقَالَ لَهَا: قُولِي: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ. بِمِثْلِ حَدِيثِ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک خادم مانگنے کے لیے حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: تو کہا کر۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ۔ اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے رب۔ حضرت سہیل عن ابیہ کی حدیث کی مثل۔

(2) دیکھیں: فتح الباری لابن حجر (11/121)

(3) کتاب الادب، باب فی التسبیح عند النوم، نمبر: (5066)

حضرت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی اُم الحکم یا ضُباعہ سے روایت ہے، اس کے الفاظ ہیں:

أَصَابَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا، فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي وَفَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيهِ، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَبَقَكُنَّ يَتَامَى بَدْرٍ، ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ التَّسْبِيحِ، قَالَ: عَلَى إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ، لَمْ يَذْكُرِ النَّوْمَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو میں، میری بہن اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، (باقی اگلے صفحہ پر)

اپنی حالت کی آپ سے شکایت کی اور آپ سے سوال کیا کہ آپ ہمارے لیے کسی قیدی کا حکم فرما
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس بات میں) غزوہ بدر کے یتیم تم پر سبقت لے گئے ہیں (وہ
زیادہ مستحق ہیں)

پھر تسبیح کا قصہ ذکر کیا۔ فرمایا: عَلٰی إِثْرِ کُلِّ صَلَاةٍ۔ ہر نماز کے بعد۔ نیند کا ذکر نہیں فرمایا۔

اور کتاب الخراج، باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسهم ذی القربی،
نمبر: (2987) میں بنت الزبیر، اُم الحکم یا ضُباعہ سے ہے جس کے الفاظ ہیں:

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْحَسَنِ الضَّمْرِيِّ اَنَّ اُمَّ الْحَكَمِ اَوْ ضُبَاعَةَ ابْنَتَيِ الزُّبَيْرِ بْنِ
الْمُطَّلِبِ حَدَّثَتْهُ عَنْ إِحْدَاهُمَا اَنَّهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَ
فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِ
سَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَبَقَكُنَّ يَ
بَدْرٍ، وَلٰكِنْ سَأَدُلُّكُنَّ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُنَّ مِنْ ذٰلِكَ: تُكَبِّرْنَ اللّٰهَ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَ
ثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً، وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَ
شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

قَالَ عَيَّاشٌ: وَهُمَا ابْنَتَا عَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادیوں ام حکم یا ضباعہ میں سے کسی ایک نے بیان کیا کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدی آئے تو میں، میری بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اپنی حالت کی آپ سے شکایت کی اور آپ سے سوال کیا
آپ ہمارے لیے کسی قیدی کا حکم فرمادیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس بات میں) غزوہ بدر
یتیم تم سے سبقت لے گئے ہیں (وہ تم سے زیادہ مستحق ہیں) لیکن میں تمہیں ایسی بات بتاتا ہوں
تمہارے لیے اس سے بہتر ہے۔ تم ہر نماز کے بعد تینتیس بار اَللهُ اَکْبَر، تینتیس بار سُبْحَانَ اللهِ، تینتیس
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ایک بار لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ،

ایک حدیث ام سلمہ ہے جس کا اخراج طبری نے اپنی ''تہذیب،، میں کیا ہے۔(1)

علی بن الحسین (2) کی مرسل روایت ہے اور عروہ سے ایک مرسل روایت ہے،

جعفر نے ''الذِّکر،، میں ان دونوں کا اخراج کیا ہے۔ (3)

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہا کرو۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی بادشاہی ہے اور سب تعریفیں اُسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عیاش نے کہا: کہ وہ دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی بیٹیاں تھیں۔

البانی نے صحیح سنن ابی داؤد میں اسے صحیح قرار دیا۔

(1) دیکھیں: فتح الباری لابن حجر (11/120)

(2) دیکھیں: فتح الباری لابن حجر (11/121)

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں اس کا اخراج کیا ہے، نمبر: (19828) اس کے الفاظ ہیں:

أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا مِنْ سَبْيٍ أُتِيَ بِهٖ، وَفِيْ يَدِهَا أَثَرُ قُطْبِ الرَّحٰى مِنْ كَثْرَةِ الطَّحْنِ، فَقَالَ لَهَا: سَأُخْبِرُكِ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكَ، إِذَا أَوَيْتِ إِلٰى فِرَاشِكِ، فَسَبِّحِي اللهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدِي اللهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتُكَبِّرِي اللهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَقُوْلِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، تَتَبَيَّنَ بِهَا الْمِائَةَ، فَرَجَعَتْ بِذٰلِكَ، وَلَمْ يُخْدِمْهَا شَيْئًا۔

قَالَ مَعْمَرٌ: وَسَمِعْتُ مَكْحُوْلًا يُحَدِّثُ نَحْوَهٗ، وَزَادَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ:

مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَاطِمَةَ بِهِنَّ، وَلَا لَيْلَةَ الْهَرِيْرِ بِصِفِّيْنَ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قیدی مانگنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ زیادہ چکی پیسنے کی وجہ سے آپ کے ہاتھ پر چکی کی کیل (آہنی میخ) کے نشان پڑ گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اس سے بہتر ایک چیز کی خبر دیتا ہوں، جب تم اپنے بستر پر آؤ تو اللہ کی تسبیح (سُبْحَانَ اللهِ) تینتیس بار، اللہ کی حمد (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) تینتیس بار، اللہ کی تکبیر (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) تینتیس بار پڑھو اور ایک بار لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہو، (باقی اگلے صفحہ پر)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے متعلق وارد ہونے والی احادیث

قَالَ ابْنُ مَنْدَهٖ فِي "الْمَعْرِفَة":

تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدَ سَنَةٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ، وَبَنٰى بِهَا (1) بَعْدَ ذ
بِنَحْوٍ مِّنْ سَنَةٍ، وَوَلَدَتْ لَهٗ: حَسَنًا وَ حُسَيْنًا وَ مُحَسِّنًا وَ أُمَّ كُلْثُوْمِ الْكُبْرٰى

ابن مندہ نے "المعرفة" میں کہا:

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہجرت کے ایک س
بعد شادی کی اور تقریباً ایک سال کے بعد رخصتی ہوئی۔ اور آپ سے حضرت حسن، حض
حسین، حضرت محسّن، اُم کلثوم کبریٰ اور زینب کبریٰ پیدا ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

----اس کے ساتھ تم سو کی تعداد پوری کر لوگی۔ پس آپ اس وظیفے کے ساتھ لوٹ آئیں۔ اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو خدمت کے لیے کوئی قیدی یا خادم عطا نہیں فرمایا۔

معمر نے کہا: میں نے مکحول سے اس کی مثل سنا۔ (اور ان الفاظ کا اضافہ کیا، فرمایا:)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کلمات کا حکم فرمایا میں نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا (حتی کہ) جنگ صفین کی رات بھی نہیں۔

(3) دیکھیں: فتح الباری لابن حجر (11/123)

(1) قوله: بَنٰى بِهَا، یعنی انہیں اپنے گھر لے گئے اور اپنا گھر بسایا، اور اس میں کلام عرب ہے
عَلَيْهَا يَبْنِيْ بِنَاءً، یعنی اُس نے زفاف اور گھر بسانے کیلئے بیوی پر ایک قبہ (خیمہ) بنایا۔ پھر زفاف
نام پڑ گیا اُس پر قبہ بنائے یا نہ بنائے۔ (طلبة الطلبة في الاصطلاحات الفقهية للنسفي، ص0

زَیْنَبُ الْکُبْرٰی۔ (2)

(2) ہم کتب سیر وتراجم میں ''محسن،، نام کا زیادہ ذکر نہیں پاتے مگر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کے ضمن میں (پاتے ہیں)۔ان کا ذکر اُس حدیث میں وارد ہوا ہے جسے حضرت ہانی بن ہانی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا،آپ فرماتے ہیں:

لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا. فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: أَرُوْنِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ: بَلْ هُوَ حَسَنٌ. فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا. فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: أَرُوْنِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟ قَالَ: قُلْتُ حَرْبًا. قَالَ: بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ. فَلَمَّا وُلِدَ الثَّالِثُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا. فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: أَرُوْنِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟ قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ: بَلْ هُوَ مُحَسِّنٌ. ثُمَّ قَالَ: سَمَّيْتُهُمْ بِأَسْمَاءِ وَلَدِ هَارُوْنَ شَبَّرُ، وَ شَبِيْرُ، وَمُشَبِّرٌ.

جب حسن پیدا ہوئے تو میں نے اُن کا نام حرب رکھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: حرب۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ وہ حسن ہے۔ جب حسین پیدا ہوئے تو میں نے اُن کا نام حرب رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اُس کا کیا نام رکھا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: حرب۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ وہ حسین ہے۔ جب تیسرے بیٹے محسن کی ولادت ہوئی تو میں نے اُن کا نام حرب رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: حرب۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا: میں نے ان کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں شَبّر، شَبِیْر اور مُشَبِّر کے ناموں پر رکھے ہیں۔

اسے امام احمد نے اپنی ''مسند،، میں روایت کیا ہے: (769) اور (953)، ابن حبان نے اپنی ''صحیح،، میں (6958) حاکم نے اپنی ''مستدرك،، میں (3/165) اور اسے قرار دیا، اور ابن حجر نے ''الاصابة،، (6/243) میں فرمایا: اس کی اسناد صحیح ہے، احمد شاکر نے اسے صحیح -----

وَفِي ''الطَّبَقَاتِ''، لِابْنِ سَعْدٍ بِسَنَدٍ مُرْسَلٍ:

تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ فِي رَجَبٍ بَعْدَ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَ
الْمَدِينَةَ بِخَمْسَةِ أَشْهُرٍ وَبَنَى بِهَا بَعْدَ مَرْجِعِهِ مِنْ بَدْرٍ، وَفَاطِمَةُ يَوْمَ بَنَى بِهَا عَلِيٌّ بِ
ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً. (1)

اور طبقات ابن سعد میں سند مرسل کے ساتھ ہے:

جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس کے پانچ ماہ بعد رجب مہینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی اور غزوہ بدر واپسی پر رخصتی ہوئی۔ جس دن رخصتی ہوئی اُس وقت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھ سال تھی۔

قرار دیا۔ شعیب ارنؤوط نے اسے حسن کہا (2/159)، اور مُحَسِّن: میم کے پیش اور سین مشددہ کے ز کے ساتھ ہے۔ ''اللسان''، (4/393) میں کہا: شَبَّر، شبیر اور مشبِّر، کا معنی ہے حَسَن، حُسین اور مُحَسِّن مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ مُحَسِّن بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ البداية والنهاية (7/332)، التبيين انساب القرشيين لابن قدامة المقدسی، ص 133، الاصابة فی تمييز الصحابة (6/243

اس صحیح روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مُحَسِّن، حضور نبی کریم ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے اور چیز ظالموں کی جھوٹی روایات میں اُن کے گمانوں کو باطل قرار دیتی ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ع بن خطاب رضی اللہ عنہ اس بچے کے اسقاط کا سبب بنے تھے جب وہ (والدہ ماجدہ کے پیٹ میں) جنین تھے۔

(1) طبقات ابن سعد: (8/22)، حلية الاولياء (2/39، 43)، سير اعلام النبلا (2/119) ابن کثیر نے البداية والنهاية (7/332): میں فرمایا:

سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جن سے شادی کی وہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ غزوہ بدر کے بعد رخصتی ہوئی پس حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے اور کہا جا ہے کہ مُحَسِّن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور اُن کا بچپن میں وصال ہو گیا تھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

وَقَالَ غَيْرُهُ: تَزَوَّجَهَا عَلِيٌّ بَعْدَ وَقْعَةِ أُحُدٍ، وَ سِنُّهَا يَوْمَئِذٍ خَمْسَ عَشَرَةَ سَنَةٍ وَنِصْفٍ۔ (1)

اور اُن کے غیر نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واقعہ اُحد کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور اُس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر ساڑھے پندرہ سال تھی۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

حضرت زینب کبری اور اُم کلثوم رضی اللہ عنہما پیدا ہوئیں۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح فرمایا جیسا کہ گزرا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر کسی عورت سے نکاح نہیں کیا حتی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد وفات پا گئیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعدد شادیاں کیں۔ اُن میں سے کچھ آپ کی زندگی میں فوت ہو گئیں، چند ایک کو طلاق دی اور چار بیویاں چھوڑ کو آپ نے وفات پائی۔

(1) اسے ابن عبد البر نے الاستیعاب (4/1893) میں بیان کیا۔ سیر اعلام النبلاء (2/119)، فتح الباری (6/199)، بدر الدین العینی: عمدۃ القاری (3/174)

اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری (6/199) میں فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کے وقت میں اختلاف کیا گیا ہے اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ واقعہ بدر کے بعد کی بات ہے اور شاید یہ شوال دو ہجری میں ہوا۔ بیشک واقعہ بدر رمضان دو ہجری میں ہوا۔

اور کہا گیا ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا سے پہلے سال نکاح کیا اور شاید اس بات کے قائل نے عقد مراد لیا ہے۔ ابن الجوزی نے نقل کیا کہ نکاح صفر دو ہجری میں ہوا۔ اور کہا گیا ہے کہ رجب میں اور ایک قول کے مطابق ذوالحجہ میں۔

میں کہتا ہوں: یہ آخری قول اس بات کے مشابہ ہے کہ اسے آپ کے پاس جانے کے مہینے پر محمول کیا جائے۔ اور کہا گیا ہے: آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کو تین سال تک مؤخر کیا گیا۔ پس آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی واقعہ اُحد کے بعد ہوئی، اسے ابن عبد البر نے بیان کیا۔

أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

خُطِبَتْ فَاطِمَةُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ لِي مَوْ
هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ فَاطِمَةَ قَدْ خُطِبَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْ
قَالَتْ: فَقَدْ خُطِبَتْ، فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْتِيَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
فَيُزَوِّجُكَ؟ فَقُلْتُ: أَوَ عِنْدِيْ شَيْءٌ أَتَزَوَّجُ بِهِ؟ فَقَالَتْ: إِنَّكَ إِنْ جِئْتَ رَسُوْ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَكَ. فَوَاللهِ مَا زَالَتْ تُرَجِّيْنِيْ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَكَانَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَالَةٌ وَهَيْبَةٌ
قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ أُفْحِمْتُ. فَوَاللهِ مَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا جَاءَ بِكَ، أَلَكَ حَاجَةٌ؟ فَسَكَتُّ. فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ، أَلَكَ حَ
فَسَكَتُّ. فَقَالَ: لَعَلَّكَ جِئْتَ تَخْطُبُ فَاطِمَةَ. فَقُلْتُ: نَعَمْ.

فَقَالَ: وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تَسْتَحِلُّهَا بِهِ؟ فَقُلْتُ: لَا وَاللهِ يَا رَسُوْلَ
فَقَالَ: مَا فَعَلَتْ دِرْعٌ سَلَّحْتُكَهَا؟ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ عَلِيٍّ بِيَدِهِ إِنَّهَا لَحُطَمِيَّةٌ (مَا
أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ - فَقُلْتُ: عِنْدِيْ) (1). فَقَالَ: قَدْ زَوَّجْتُكَهَا. فَابْعَثْ إِلَيْهَا بِهَا فَاسْتَ
بِهَا. فَإِنْ كَانَتْ لَصَدَاقُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (2)

(1) قوسین کے درمیان والی عبارت نسخہ ہندیہ سے ساقط ہے۔ (2) بیہقی نے ''دلائل النبوۃ
سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک اپنی سند کے ساتھ اس کا اخراج کیا ہے: (3/160)

(اَلْحُطَمِيَّة) حطمہ نامی ایک شخص کی طرف منسوب زرہیں جو انہیں بناتا تھا، انہیں اس نا
ساتھ موسوم کیا گیا ہے کیونکہ یہ تلواروں کو توڑ دیتی ہیں اور کہا گیا ہے کہ وہ چوڑی اور بھاری ہوتی ہی
ایک قول ہے کہ یہ عبدالقیس کی وادی کی طرف منسوب ہیں، انہیں کہا جاتا ہے: حطمہ بن محارب، یہ ز
بناتے تھے۔ دیکھیں: لسان العرب: (12/140) (حدیث کا ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کر

بیہقی نے ''دلائل النبوۃ،، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح آیا تو مجھے میری باندی نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اُس نے کہا: پیام نکاح آیا ہے، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونے میں کیا مانع (اور رُکاوٹ) ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے نکاح کر دیں گے۔ میں نے کہا: کیا میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس کے بدلے میں مَیں شادی کروں؟ اُس کنیز نے کہا: بیشک اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو آپ کا نکاح فرما دیں گے۔

پس اللہ کی قسم! وہ مجھے اُمید دلاتی رہی یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو گیا اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت اور ہیبت (مجھ پر طاری) تھی۔ جب میں آپ کے روبرو بیٹھ گیا تو خاموش رہا۔ اللہ کی قسم میں بات کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ (میری یہ کیفیت ملاحظہ فرما کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کس لیے آئے ہو؟ کیا کوئی حاجت ہے؟ مگر میں خاموش رہا۔ آپ نے پھر پوچھا: کس لیے آئے ہو؟ کیا کوئی حاجت ہے؟ مگر میں خاموش رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: شاید تم فاطمہ کا پیام نکاح دینے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی ایسی چیز ہے تو جس کے ذریعے اُسے حلال اور جائز کر سکے (جو اُس کے لیے مہر بن سکے؟) میں نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم!۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس زِرہ کا کیا ہوا جو میں نے تجھے پہنائی تھی؟ پس اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں علی کی جان ہے بیشک وہ حُطَمِیَّہ ہے جس کی قیمت چار درہم ہے میں نے عرض کیا: میرے پاس موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اُس کے بدلے تیرا نکاح فاطمۃ (رضی اللہ عنہا) سے کر دیا تو اُس زرہ کو بھیج دے تو فاطمہ تیرے لیے حلال ہو جائے گی۔ وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہر ہے۔

وَ اَخرَجَ الْبَزَّارُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ نَفَرٌ لِعَلِيٍّ رَضِيَ ا
عَنْهُ. لَوْ خَطَبْتَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا حَاجَتُكَ يَا عَلِيُّ؟ قَالَ ذَكَرْتُ فَاطِمَةَ بِنْ
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا لَمْ يُزِدْهُ عَلَيْهِمَا. فَخَرَجَ عَ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى أُولَئِكَ الرَّهْطِ وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَهُ قَالُوْا: مَا وَرَاءَكَ؟ قَالَ: لَا أَدْرِ
غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ لِي: مَرْحَبًا وَأَهْلًا. قَالُوْا: يَكْفِيْكَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَ
أَعْطَاكَ الْأَهْلَ وَأَعْطَاكَ الْمَرْحَبَ. قَالَ: فَلَمَّا بَعْدَ مَا زَوَّجَهُ قَالَ: يَا عَلِيُّ إِنَّهُ لَا
لِلْعُرْسِ مِنْ وَلِيْمَةٍ، وَ قَالَ سَعْدٌ: عِنْدِيْ كَبْشٌ وَ جَمَعَ لَهُ رَهْطٌ مِنَ الْأَنْصَارِ آصُ
مِنْ ذُرَّةٍ. فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْبِنَاءِ قَالَ: يَا عَلِيُّ لَا تُحْدِثْ شَيْئًا حَتّٰى تَلْقَانِيْ فَدَعَا النَّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ. ثُمَّ أَفْرَغَهُ عَلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ
اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِيْ شِبْلَيْهِمَا. (1)

(1) بزار نے اپنی ''مسند،، (145/2) میں بریدہ تک اپنی سند کے ساتھ اس کا اخراج کیا۔ بیہقی ۔
السنن الکبری (72/6) میں اسے روایت کیا جس کے الفاظ ہیں: اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا. وَبَارِكْ عَلَيْهِ
وَ بَارِكْ لَهُمَا فِيْ شِبْلِهِمَا. اے اللہ! ان میں برکت دے، ان پر برکت ڈال اور ان دونوں شیر بچو
میں برکت دے، اور ابن حجر نے ''مختصر البزار،، (346/2) میں اسے حسن قرار دیا۔

الذریۃ الطاہرۃ، نمبر (94) میں دولابی کے نزدیک روایت میں یہ الفاظ ہیں: قَالَ رَسُوْلُ ال
ﷺ لَيْلَةَ بَنٰى عَلِيٌّ بِفَاطِمَةَ. لَا تُحْدِثْ شَيْئًا حَتّٰى تَلْقَانِيْ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ. ثُمَّ أَفْرَغَهُ عَلَيْهِ
وَ قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَ بَارِكْ عَلَيْهِمَا. وَبَارِكْ لَهُمَا فِيْ نَسْلِهِمَا. رسول اللہ ﷺ نے حضر
فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کی رات فرمایا: میرے آنے تک کچھ (بات) نہ کرنا۔ پھر آپ نے پانی منگوایا، اس
سے وضو کیا پھر ان دونوں پر انڈیل دیا اور فرمایا: اے اللہ! ان دونوں میں برکت عطا فرما، ان پر برکت
نازل فرما اور ان کی نسل میں برکت عطا فرما۔ (بقیہ حاشیہ اور حدیث کا ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

بزار نے سند حسن کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ چند لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کاش آپ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کا پیام بھیجیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے علی! تیری کیا حاجت ہے؟ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: مَرْحَبًا وَأَهْلًا، اور ان دو کلمات سے زائد کچھ نہیں فرمایا۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن لوگوں کی طرف چلے آئے جو آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: آپ کے پیچھے کیا ہے؟ (یعنی کیا خیر خبر ہے؟) آپ نے فرمایا: میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: مَرْحَبًا وَأَهْلًا، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آپ کو (اتنا ہی) کافی ہے، انہوں نے آپ کو اہل اور مرحب عطا فرمادیئے۔

راوی نے کہا: جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا تو فرمایا: اے علی! دولہا کے لیے ولیمہ کرنا ضروری ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے پاس ایک مینڈھا ہے اور انصار کے ایک گروہ نے جوار کے کچھ صاع جمع کئے۔ جب رخصتی کی رات تھی تو فرمایا: اے علی! میرے آنے تک کوئی بات نہ کرنا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا، اس سے وضو کیا پھر وہ پانی اُن پر ڈال دیا پھر فرمایا: اے اللہ! ان دونوں میں برکت عطا فرما اور ان دونوں کے شیر بچوں میں برکت عطا فرما۔

ابن حجر نے الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (56/8) میں فرمایا: اس کی سند جید ہے۔ اور انصار نے اس ولیمہ کے لیے جو جمع کیا تھا وہ جوار کے چند صاع تھے جیسا کہ بیہقی کی ''السنن الکبری،، کی سابقہ روایت میں ہے۔

اَلرَّهْط: مردوں کی دس سے کم جماعت۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْدَاوُدَ مِنْ طَرِيْقِ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:
لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطِهَا شَيْئًا، قَالَ: مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ، قَالَ: أَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟ (1)

ابوداؤد نے عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اخراج کیا آپ نے فرمایا: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: فاطمہ کو کچھ دو۔ آپ نے عرض کیا: میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپ کی حُطَمِیَّہ زِرہ کہاں ہے؟

وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا وَزَادَ:
فَاَصْدَقَهَا اِيَّاهَا، وَكَانَ ثَمَنُهَا اَرْبَعُمِائَةِ دِرْهَمٍ۔ (2)

ابن سعد نے عکرمہ سے مرسل روایت کیا اور ان الفاظ کی زیادتی کی۔
پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وہی زرہ انہیں مہر میں دیدی، اُس کی قیمت چار سو درہم تھی۔

(1) ابوداؤد نے اپنی سنن (2125) میں اور نسائی نے اپنی سنن (3376) میں اس کا اخراج ان الفاظ سے کیا: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ عَلِيًّا قَالَ: تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْنِ بِيْ، قَالَ: أَعْطِهَا شَيْئًا، قُلْتُ: مَا عِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ! قَالَ: فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟ قُلْتُ هِيَ عِنْدِيْ قَالَ فَأَعْطِهَا اِيَّاهُ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! رخصتی فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہیں کوئی چیز دیں۔ میں نے عرض کیا: میرے پاس کوئی شے نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: (یاد دلایا) وہ حطمیہ زِرہ کہاں ہے؟ (یاد آنے پر) میں نے عرض کیا وہ تو میرے پاس موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہی انہیں دے دو۔

البانی نے صحیح سنن ابی داؤد میں کہا: (یہ حدیث) حسن صحیح ہے۔

(2) طبقات ابن سعد (20/8) میں ہے: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

وَأَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ الْيَشْكُرِيِّ: أَنَّ عَلِيًّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ فَبَاعَ بَعِيرًا لَهُ بِثَمَانِينَ وَأَرْبَعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِجْعَلُوا ثُلُثَيْنِ فِي الطِّيبِ وَثُلُثًا فِي الثِّيَابِ. (1)

ابن سعد نے علباء بن احمر یشکری سے روایت کی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو اپنا ایک اونٹ چار سو اسی درہم میں بیچ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو تہائی خوشبو پر صرف کرو اور ایک تہائی کپڑوں پر۔

وَأَخْرَجَ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ - وَكَانَ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ - قَالَ: خَطَبَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ لَكَ يَا عَلِيُّ، لَسْتُ بِدَجَّالٍ. يَعْنِي

(صفحہ گزشتہ کا بقیہ)

مگر یہ وہ روایت ہے جسے ابن سعد نے عکرمہ سے روایت کیا کہ زِرہ کی قیمت چار درہم تھی۔ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک اپنی سند کے ساتھ اخراج کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فرمایا: تم نے اُس زِرہ کا کیا کیا جو میں نے تمہیں پہنائی تھی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! بیشک وہ حطمیہ زِرہ ہے جس کی قیمت چار سو درہم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ میں نے آپ کا نکاح فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دیا، تم یہ زِرہ فاطمہ کی طرف بھیج دو پس یہ اُس کا مہر ہوگا۔

پھر بیہقی نے اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد معلق بیان کیا: كَذَا فِي كِتَابِي: أَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ - جیسا کہ میری کتاب میں ہے، چار سو درہم۔ اور اسے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے روایت کیا پس کہا: چار درہم۔ السنن الکبریٰ (7/234)

اور شیخ صبغۃ اللہ المدراسی الہندی کا ایک نفیس مخطوط رسالہ ہے جس کا عنوان ہے: رسالة فی صداق سیدتنا فاطمة الزهراء،، جو اِن شاء اللہ عنقریب میرے بھائی شیخ عبداللہ الحسنی کی تحقیق سے شائع کیا جائے گا۔

(1) طبقات ابن سعد (8/21)

لَسْتُ بِكَذَّابٍ. وَ ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ وَعَدَ عَلِيًّا بِهَا قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ. (1)

حضرت حجر بن عنبس (جنہوں نے دور جاہلیت پایا تھا) سے اخراج کیا، آپ نے کہا: حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ تیرے لیے ہے میں حق کے خلاف بات کرنے والا نہیں ہوں۔ یہ اس لیے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پیغام دینے سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا تھا۔

(1) طبقات ابن سعد (19/8) اور البانی نے ''الصحیحہ،، (318/1) میں اسے صحیح قرار دیا۔

بزار نے کہا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ''هِيَ لَكَ لَسْتُ بِدَجَّالٍ،، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا تھا پس آپ نے فرمایا: میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ ''کشف الاستار،، (151/2) اور ابن سعد کا قول ''ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ وَعَدَ عَلِيًّا بِهَا قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ،، اس کی تائید کرتا ہے جسے خطابی نے ''غریب الحدیث،، (626/1) میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سلسلے میں پیغام بھیجا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں علی سے وعدہ کر چکا ہوں اور میں جھوٹا (اور حق کے خلاف بات کرنے والا) نہیں ہوں۔

یہ روایت تفسیر کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پیغام کو نرمی اور لطف و شفقت سے رد فرما دیا، نہ کہ ایسے طریقے سے جس طرح شیخین (حضرت ابو بکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کی شان میں تنقیص کرنے والے اہل جفا نے کہا اور سمجھا ہے۔ مگر انہوں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کے ساتھ نکاح کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے فضیلت نہ سمجھا اور نہ حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شادی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے شرف سمجھا ہے۔

وَاَخْرَجَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ. فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عَلِيًّا يَذْكُرُكِ. فَسَكَتَتْ فَزَوَّجَهَا. (1)

ابن سعد نے حضرت عطار حمہ اللہ تعالیٰ سے اخراج کیا، آپ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: علی تیرا ذکر کرتے ہیں، (تمہارے بارے میں بات کی ہے) حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا خاموش رہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا) نکاح کر دیا۔

وَاَخْرَجَ عَنْ عِكْرِمَةَ. قَالَ: لَمَّا زَوَّجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَاطِمَةَ كَانَ فِيْمَا جُهِّزَتْ بِهٖ سَرِيْرٌ مَشْرُوْطٌ. وَوِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ. وَقِرْبَةٌ. وَقَالَ لِعَلِيٍّ: إِذَا أَتَيْتَ بِهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى آتِيَكَ. وَكَانَتِ الْيَهُوْدُ يُؤَخِّرُوْنَ الرَّجُلَ عَنِ امْرَأَتِهٖ. فَلَمَّا أُتِيَ بِهَا قَعَدَا حِيْنًا فِيْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ. ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِهٖ. فَمَجَّ فِيْهِ وَمَسَّهٗ بِيَدِهٖ. ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَنَضَحَ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ عَلٰى كَفَّيْهِ (كَتِفَيْهِ) وَصَدْرِهٖ وَذِرَاعَيْهِ. ثُمَّ دَعَا فَاطِمَةَ فَأَقْبَلَتْ تَعْثُرُ فِيْ ثَوْبِهَا حَيَاءً مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ثُمَّ فَعَلَ بِهَا مِثْلَ ذٰلِكَ. ثُمَّ قَالَ لَهَا: يَا فَاطِمَةُ! إِنِّيْ مَا آلَيْتُ أَنْ أَنْكَحْتُكِ خَيْرَ أَهْلِيْ. (2)

عکرمہ سے اخراج کیا، فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا تو جو جہیز دیا گیا اُس میں ایک مشروط (بُنی ہوئی) چارپائی، چمڑے کا ایک تکیہ اور ایک مشک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم اُن کے پاس جاؤ تو میرے آنے تک اُن کے قریب نہ جانا۔ اور یہودی مرد کو اُس کی بیوی کے

(1) طبقات ابن سعد (20/8)

(2) طبقات ابن سعد (22/8) مجّ: اَلْمَجُّ، منہ سے پانی نکالنا۔ نضح: اَلنَّضْحُ، پانی چھڑکنا۔

پاس جانے سے روک دیتے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو دونوں گھر کے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو پانی منگوایا، پانی لایا گیا، آپ نے اس میں کلی کی اور اُسے اپنے ہاتھ کے ساتھ چھوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اُس پانی سے اُن کے کندھوں، سینے اور بازوؤں پر چھڑکا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، آپ آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیاء کرتے ہوئے اپنے کپڑے میں لپٹی ہوئی تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا۔ پھر اُنہیں فرمایا: اے فاطمہ! میں نے اپنے اہل میں سے بہترین کے ساتھ تیرا نکاح کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔

اور اس کی مثل سعید بن المسیب عن اُم قیس کے طریق سے موصولاً اخراج کیا۔(1)

---

(1) طبقات ابن سعد (23/8) اور اس کے الفاظ ہیں:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ قَالَتْ: زَوَّجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَأَمَرَهُ أَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلَى فَاطِمَةَ حَتّٰى يَجِيْئَهُ. وَكَانَتِ الْيَهُوْدُ يُؤَخِّرُوْنَ الرَّجُلَ عَنْ أَهْلِهِ. فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ حَتّٰى وَقَفَ بِالْبَابِ وَسَلَّمَ. فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ. فَقَالَ: أَثَمَّ أَخِيْ؟ فَقَالَتْ أُمُّ أَيْمَنَ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ أَخُوْكَ؟ قَالَ: عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ. قَالَتْ: وَكَيْفَ يَكُوْنُ أَخَاكَ وَقَدْ زَوَّجْتَهُ ابْنَتَكَ؟ قَالَ: هُوَ ذَاكَ يَا أُمَّ أَيْمَنَ.

فَدَعَا بِمَاءٍ فِيْ إِنَاءٍ فَغَسَلَ فِيْهِ يَدَيْهِ. ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَنَضَحَ عَلٰى صَدْرِهِ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ. ثُمَّ دَعَا فَاطِمَةَ فَجَاءَتْ بِغَيْرِ خِمَارٍ تَعْثُرُ فِيْ ثَوْبِهَا. ثُمَّ نَضَحَ عَلَيْهَا مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ. ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ مَا أَلَوْتُ أَنْ زَوَّجْتُكِ خَيْرَ أَهْلِيْ. وَقَالَتْ أُمُّ أَيْمَنَ: وُلِّيْتُ جِهَازَهَا فَكَانَ فِيْمَا جَهَّزْتُهَا بِهِ: مِرْفَقَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَبَطْحَاءُ مَفْرُوْشٌ فِيْ بَيْتِهَا.

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی، آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا (بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

وَأَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أُهْدِيَتِ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ، فَمَا كَانَ فِرَاشُنَا لَيْلَةَ أُهْدِيَتْ إِلَّا مَسْكَ كَبْشٍ. (1)

ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کا اخراج کیا آپ نے فرمایا: جس دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر میرے گھر آئیں تو اُس وقت ہمارا بستر مینڈھے کی کھال (چمڑے) کا تھا۔

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ)

کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ میرے آنے تک وہ فاطمہ کے پاس نہ جائیں۔ اور یہودی دولہا کو اُس کی بیوی کے پاس جانے سے روک دیتے تھے (کچھ دن چھڑائے رکھتے تھے)۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا اور اندر آنے کی اجازت طلب، آپ کو اجازت دے دی گئی۔ آپ نے پوچھا: کیا یہاں میرا بھائی ہے؟ اُم ایمن نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کا بھائی کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب۔ انہوں نے عرض کیا: وہ آپ کا بھائی کیسے ہے جب کہ آپ نے اپنی بیٹی کا اُن سے نکاح کر دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ام ایمن! بات یہی ہے، وہ ایسے ہی ہے۔

پھر آپ نے ایک برتن میں پانی منگوایا، اور اُس میں اپنے ہاتھ مبارک دھوئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ آپ نے اُس پانی سے اُن کے سینے اور کندھوں پر چھڑکا۔ پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا تو وہ بغیر دوپٹے اور اوڑھنی کے اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئی شرماتی ہوئی آئیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پر اُس پانی سے کچھ چھڑکا۔ پھر آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے اپنے اہل میں سے بہترین شخص کے ساتھ تیرا نکاح کرنے میں کوتاہی نہیں کی، کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔

اُم ایمن نے فرمایا: مجھے جہیز کی تیاری کا حکم دیا گیا پس میں نے جو جہیز تیار کیا تھا اُس میں چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور ایک دری تھی جو آپ کے گھر میں بچھا دی گئی تھی

(1) ابن ماجہ نے اپنی سنن (4154) میں اس کا اخراج کیا۔ البانی نے ضعیف سنن ابن ماجہ میں کہا: (یہ حدیث) ضعیف ہے۔ مَسْكُ كَبْشٍ: یعنی منڈھے کی کھال۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ بِلَفْظٍ: قَالَ عَلِيٌّ: لَقَدْ تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ وَ مَا لِيْ وَ لَهَا فِرَاشٌ غَيْرُ جِلْدِ كَبْشٍ، نَنَامُ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَنَعْلِفُ عَلَيْهِ النَّاضِحَ بِالنَّهَارِ. وَمَالِيْ لَهَا خَادِمٌ غَيْرُهَا۔ (1)

ابن سعد نے ان الفاظ سے اخراج کیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک میرا نکاح حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوا میرے اور اُن کے پاس مینڈھے کی کھال کے سوا کوئی بستر نہ تھا۔ ہم رات کو اُسی پر سو جاتے تھے اور دن کے وقت اُس پر اونٹ کا چارا رکھ دیا کرتے تھے اور ہمارے پاس کوئی خادم نہ تھا۔

وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَضَرْنَا عُرْسَ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ، فَمَا رَأَيْنَا عُرْسًا كَانَ أَحْسَنَ مِنْهُ، حَشَوْنَا الْفِرَاشَ يَعْنِي اللِّيْفَ وَاَتَيْنَا بِتَمْرٍ وَزَبِيْبٍ فَأَكَلْنَا، وَكَانَ فِرَاشُهَا لَيْلَةَ عُرْسِهَا إِهَابَ كَبْشٍ۔ (2)

بزار نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ ہم حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے (شادی) ولیمے میں حاضر ہوئے۔ ہم نے اس سے اچھا ولیمہ نہیں دیکھا۔ ہم نے کھجور کے پتوں کا فرش بچھایا۔ ہمیں کھجور اور خشک انگور (یا چھوہارے) پیش کئے گئے جو ہم نے کھائے اور شادی کی رات سیدہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا کا بستر مینڈھے کی کھال کا تھا۔

(1) طبقات ابن سعد (8/22) اَلنَّاضِحُ: پانی لادنے کا اونٹ۔

(2) بزار نے اس کا اخراج کیا جیسا کہ کشف الاستار (2/153) میں ہے، نمبر: (1408) اور کہا: ہم نہیں جانتے کہ سوائے عبداللہ کے کسی نے اسے اس طرح روایت کیا ہو، اور وہ حافظ نہیں تھے اور اُن کی متابعت نہیں کی گئی۔ اُن کے پاس کچھ احادیث ہیں جن میں وہ متفرد ہیں۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد (9/209) میں فرمایا: اور اس میں عبداللہ بن میمون القداح ہے اور وہ ضعیف ہے۔

البانی نے ضعیف الترغیب والترھیب نمبر (1272) میں کہا: بہت ضعیف موقوف ہے۔

اِھَاب: عرب کے نزدیک ہر چمڑا اھاب ہے اور اس کی جمع اُھُب اور اُھُب ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ (1) قَالَتْ: جَهَّزْتُ فَاطِمَةَ إِلَى عَلِيٍّ وَمَا كَانَ حَشْوُ فِرَاشِهِمَا وَوَسَائِدِهِمَا إِلَّا اللِّيْفُ. وَلَقَدْ أَوْلَمَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ. فَمَا كَانَتْ وَلِيمَةٌ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ أَفْضَلَ مِنْ وَلِيمَتِهِ. رَهَنَ دِرْعَهُ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِشَطْرِ شَعِيْرٍ. (2)

ابن سعد نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اس کا اخراج کیا، آپ نے فرمایا: میں نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بنا سنوار کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے تیار کیا۔ اُن دونوں کے بستر اور تکیوں میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا۔ پس اُس زمانے میں آپ کے ولیمے سے افضل کوئی ولیمہ نہ تھا۔ آپ نے ایک یہودی کے پاس اپنی زِرہ گروی رکھ کر جو کی ایک مقدار لے کر ولیمہ کیا تھا۔

اَخْرَجَ عَنْ رَجُلٍ أَخْوَالُهُ الْأَنْصَارُ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي جَدَّتِي أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النِّسْوَةِ اللَّاتِي أَهْدَيْنَ فَاطِمَةَ إِلَى عَلِيٍّ. قَالَتْ: أُهْدِيَتْ فِي بُرْدَيْنِ مِنْ بُرُوْدِ الْأُوَلِ عَلَيْهَا دُمْلُوْجَانِ مِنْ فِضَّةٍ مُصَفَّرَانِ بِزَعْفَرَانٍ. فَدَخَلْنَا بَيْتَ عَلِيٍّ فَإِذَا إِهَابُ شَاةٍ عَلَى دُكَّانٍ وَوِسَادَةٌ فِيْهَا لِيْفٌ، وَقِرْبَةٌ، وَ، مُنْخُلٌ، وَمِنْشَفَةٌ، وَقَدَحٌ.

ابن سعد نے ایک ایسے شخص سے اخراج کیا جس کے ماموں انصار تھے، اُس نے کہا: مجھے میری دادی نے بتایا کہ وہ اُن خواتین میں شامل تھیں جنھوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

(1) اسماء بنت عمیس، ابن حجر نے المطالب العالیۃ (8/240) میں فرمایا: لیکن حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اس وقت سرزمین حبشہ میں اپنے شوہر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ شاید وہ اُن کی بہن سلمی بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔

(2) طبقات ابن سعد (8/23)

(3) طبقات ابن سعد (8/24) دُمْلُوْجَان: اَلدُّمْلُوْج کا معنی کنگن ہے۔

کودلہن بنایا تھا۔آپ کو دو چادروں میں بھیجا گیا جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں اور چاندی کے دو بازو بند (کنگن) تھے۔پھر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئیں، وہاں دیکھتی ہیں کہ بکری کی ایک کھال اور ایک تکیہ تھا جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک مشکیزہ، ایک چھلنی، ایک رومال اور ایک پیالہ تھا۔

وَ اَخْرَجَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: جَهَّزَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهَا فِيْ خَمِيْلٍ، وَ قِرْبَةٍ، وَ وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ۔ (1)

(1) کتاب الزہد، للامام احمد بن حنبل: ص 13، جیسے کہ امام احمد نے اپنی مسند (643) اور (715) میں ان الفاظ میں اس کا اخراج کیا:

جَهَّزَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِيْ خَمِيْلٍ وَ قِرْبَةٍ وَ وِسَادَةٍ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفُ الْاِذْخِرِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز تیار کیا جس میں ایک چادر تھی، ایک مشک اور چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں اِذخر گھاس کی چھال بھری ہوئی تھی۔احمد شاکر نے اسے صحیح قرار دیا۔

اور نسائی نے اپنی سنن (3384) میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا:

جَهَّزَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِيْ خَمِيْلٍ وَ قِرْبَةٍ وَ وِسَادَةٍ حَشْوُهَا اِذْخِرٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ جہیز دیا، ایک چادر، ایک مشک اور ایک تکیہ جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی۔

ابن ماجہ نے اپنی سنن (4152) میں ان الفاظ سے ذکر کیا:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَتَى عَلِيًّا وَ فَاطِمَةَ وَ هُمَا فِيْ خَمِيْلٍ لَهُمَا. وَالْخَمِيْلُ الْقَطِيْفَةُ الْبَيْضَاءُ مِنَ الصُّوْفِ قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَّزَهُمَا بِهَا. وَ وِسَادَةٍ مَحْشُوَّةٍ إِذْخِرًا وَ قِرْبَةٍ۔

(ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الزہد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا اخراج کیا، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضوان اللہ علیہا کا جہیز تیار کیا جس میں ایک چادر تھی، ایک مشک اور چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

وَاَخرَجَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كَانَ لَنَا إِلَّا إِهَابُ كَبْشٍ نَنَامُ عَلَى نَاحِيَتِهٖ، وَتَعْجِنُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَلَى نَاحِيَتِهٖ۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الزہد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا اخراج کیا، آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس سوائے بکری کی کھال کے کچھ نہ تھا جس کے ایک کونے پر ہم سوتے تھے اور دوسرے کنارے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آٹا گوندھتی تھیں۔

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ دونوں اپنی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ خَمِيْل: اُون کی ایک سفید چادر، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جہیز میں عطا فرمائی تھی، اِذخر گھاس سے بھرا ہوا ایک تکیہ اور ایک مشک بھی تھی۔

البانی نے صحیح ابن ماجہ میں کہا: (یہ حدیث) صحیح ہے۔

(1) کتاب الزہد، للامام احمد بن حنبل: ص 28، ابن سعد نے طبقات (8/23) میں وارد کیا کہ

أَنَّ عَلِيًّا حِيْنَ دَخَلَ بِفَاطِمَةَ، كَانَ فِرَاشُهُمَا إِهَابَ كَبْشٍ إِذَا أَرَادَا أَنْ يَنَامَا قَلَبَاهُ عَلَى صُوْفَةٍ وَوِسَادَتُهُمَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو دونوں کا بستر مینڈھے کی کھال کا تھا، جب دونوں سونے کا ارادہ کرتے تو اُسے اُون پر الٹ لیا کرتے تھے۔ (اور جہیز میں) اُن کا چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خصائص اور مناقب کا ذکر

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ مِنْ طُرُقٍ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُو
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِنَّ بَنِيْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِي
اسْتَأْذَنُوْا فِيْ أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ، فَلَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَ
إِلَّا أَنْ يُرِيْدَ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ۔ (1)

شیخین (بخاری و مسلم) نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں ۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا:

بیشک بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے یہ اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح عل
بن ابی طالب سے کر دیں، سو میں انہیں اجازت نہیں دیتا، میں انہیں اجازت نہیں دیتا، پھ
میں انہیں اجازت نہیں دیتا سوائے اس کے کہ ابو طالب کا بیٹا میری بیٹی کو طلاق دے دے او
اُن کی بیٹی سے شادی کر لے۔

وَإِنِّيْ لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا، وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا۔ (2)

اور بیشک میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ کسی حرام کو حلال کرتا ہوں۔

---

(1) متفق علیہ: (البخاری 5230، مسلم 2449)

(2) بدر الدین العینی الحنفی نے فرمایا: آپ کے قول: کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بتایا کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے لیے ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا مباح تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو وجہوں سے اُس کی

وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ أَبَدًا -(1)

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی جمع نہیں ہوں گی۔

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ)

بیٹی اور اپنی بیٹی فاطمہ کو جمع کرنے سے منع فرما دیا: اُن میں سے ایک وجہ یہ تھی کہ اس نکاح سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایذاء پہنچتی، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایذاء سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچتی۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی وجہ سے فتنہ کا خوف ہے (کہ وہ سوکن کی وجہ سے صبر نہ کرسکتیں)

(عمدۃ القاری 15/34)

(1) متفق علیہ: (البخاری 2943، مسلم 2449)

اور ایک روایت میں ہے:

ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ. قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي.

پھر آپ نے بنو عبدالشمس سے اپنے داماد کا ذکر کیا، پس اس سے نکاح کے رشتہ کی تعریف کی کہ اُس نے آپ کے ساتھ نیکی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس نے مجھ سے بات کی تو سچ بولا اور مجھ سے وعدہ کیا تو پورا کیا۔

اس کی تصریح بخاری کی ایک اور روایت میں آئی ہے:

أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي. (بخاری 3729، مسلم 2449)

میں نے ابو العاص بن الربیع (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (اپنی بیٹی زینب کا) نکاح کیا، اُس نے مجھ سے بات کی اور سچ بولا۔

اور وہ ابو العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس رضی اللہ عنہ ہیں، اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کے شوہر تھے۔ وہ خدمت کرنے والے اور خالص محبت کرنے والے تھے۔

امام ابن القیم نے اپنی کتاب زاد المعاد (5/107) میں کہا:

جب مرد نکاح کے وقت اپنی بیوی سے شرط اور وعدہ کرلے کہ وہ اس کی موجودگی میں دوسری

اور ایک روایت میں ہے:

فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا ۔ (1)

پس وہ صرف میرے جسم کا ٹکڑا ہے مجھے وہ چیز بُری لگتی ہے جو اُس کو بُری لگتی ہے اور مجھے وہ چیز تکلیف اور ایذاء دیتی ہے جو اُسے تکلیف دیتی ہے۔

شادی نہ کرے گا تو اس شرط کو پورا کرنا لازم اور واجب ہے۔ اور اگر (شرط کے خلاف) شادی کر لی تو پہلی بیوی کو نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اور اس سلسلہ میں حدیث کو شامل کرنے کا باعث یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ یہ بات فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دے گی اور پریشان کرے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذاء اور پریشانی کا سبب بن جائے گی۔ اور یہ تو قطعی طور پر معلوم ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط پر نکاح کیا تھا کہ وہ فاطمہ کو ایذاء نہیں دیں گے اور نہ پریشان کریں گے اور نہ اُن کے باپ کو ایذاء پہنچائیں گے اور نہ پریشان کریں گے۔ اور اگر یہ شرط وقت عقد نہ بھی ہوتی تو یہ بداہۃً اور قطعی طور پر معلوم تھا کہ یہ چیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینے کے برابر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے داماد کا ذکر کیا، اُن کی تعریف کی کہ اُنہوں نے آپ سے بات کی اور سچ بولا، اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تعریض ہے اور اُس داماد کی پیروی کرنے کی ترغیب دلانا ہے۔ اور یہ اس بات کی خبر دیتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے وعدہ تھا کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایذاء اور پریشانی کا سبب نہیں بنیں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وعدہ پورا کرنے پر اُبھارا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس دوسرے داماد نے وعدہ پورا کیا۔

(1) متفق علیہ: (البخاری 5230، مسلم 2449)

بَضْعَةٌ: یعنی گوشت کا ٹکڑا۔

يُرِيبُنِي: جو تجھے کسی چیز سے شک میں ڈال دے، بے قرار کر دے جس کا انجام پوشیدہ ہو۔

ابن حجر نے فرمایا: اس سے سہیلی نے استدلال کیا کہ جس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی اُس کی تکفیر کی جائے گی۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا اُس شخص سے غضبناک ہوتی ہیں جو آپ کو گالی دے۔ اور بیشک آپ رضی اللہ عنہا کا غضب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غضب برابر ہے اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غضبناک کیا اُس کی تکفیر کی جائے گی۔ اور اس توجیہہ میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں ہے۔ (فتح الباری 7/105)

وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا۔ (1)

اور مجھے اس بات کا ڈر اور خوف ہے کہ کہیں اُس کے دین میں فتنہ پیدا نہ ہو جائے۔

وَلِلْحَاكِمِ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفْلَةَ قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ اِبْنَةَ أَبِي جَهْلٍ إِلَى عَمِّهَا الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، فَاسْتَشَارَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اَعَنْ حَسَبِهَا تَسْأَلُنِي؟ قَالَ عَلِيٌّ: قَدْ اَعْلَمُ مَا حَسَبُهَا، وَلٰكِنْ اَتَأْمُرُنِي بِهَا؟ قَالَ: لَا، فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّي، وَلَا اَحْسِبُ اِلَّا وَاَنَّهَا تَحْزَنُ اَوْ تَجْزَعُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا آتِي شَيْئًا تَكْرَهُهُ۔ (2)

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا حارث بن ہشام سے ابو جہل کی بیٹی کا رشتہ مانگا، اور اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس کے حسب (خاندانی شرافت) کے متعلق پوچھ رہے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اس کی خاندانی شرافت کو جانتا ہوں لیکن میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کی طرف سے اس کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اِس کام سے اُسے تکلیف ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ٹھیک ہے تب میں ایسا کوئی کام نہیں کروں گا جو آپ کو تکلیف دے۔

وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، أَنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ اِلَيْهِ رَسُوْلًا: اِنْ كُنْتَ تُؤْذِيْنَا فَرُدَّ عَلَيْنَا ابْنَتَنَا. (3)

(1) متفق علیہ: (البخاری 3110، مسلم 2449)

(2) المستدرک علی الصحیحین (3/173)، اور حاکم نے فرمایا: یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور اُن دونوں نے اس سند کے ہمراہ اِس کا اخراج نہیں کیا۔ ذہبی نے التلخیص میں فرمایا: مرسل قوی ہے۔

(3) جیسا کہ بزار نے کشف الاستار (3/235) میں اس کا اخراج کیا نمبر: (2652)-----

بزار اور طبرانی نے اخراج کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس بات کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا چلا تو آپ نے اُن کی طرف ایک پیغام لے جانے والے کو بھیجا: کہ اگر تم نے اس لڑکی سے نکاح کر کے ہمیں ایذاء پہنچائی تو ہمیں ہماری بیٹی واپس کر دو۔

ابن التین نے فرمایا: سب سے صحیح بات جس پر اس قصے کو محمول کیا جائے گا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حرام فرما دیا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے ساتھ کسی اور کو جمع کریں کیونکہ یہ بات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دینے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دیتی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذاء دینا بالاتفاق حرام ہے۔ (1)

شیخ الاسلام ابن حجر نے فرمایا: جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ بعید نہیں کہ اِسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا جائے کہ آپ کی بیٹیوں پر اور نکاح نہ کیا جائے اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت ہو۔ (2)

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ)

----اور طبرانی نے المعجم الکبیر (11/348) میں اسے روایت کیا۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد (9/3... میں فرمایا: اس میں عبید اللہ بن تمام ضعیف ہے۔ اور البانی نے الضعیفہ (6394) میں کہا: منکر ہے

(1) فتح الباری لابن حجر: (9/328)۔ اور بدر الدین العینی الحنفی نے فرمایا: اس حدیث میں ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر حال کے ساتھ اور ہر وجہ پر تکلیف دینے کی حرمت کا بیان ہے۔ کیونکہ اس ایذاء کا ... اُس کام سے ہے جس کی اصل مباح ہے اور وہ اس صورت میں ہے بخلاف اس کے غیر کے۔

(عمدۃ القاری 15...

(2) فتح الباری لابن حجر: (9/329)

ہمارے شیخ نظام الیعقوبی حفظہ اللہ نے فرمایا: ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منع فرما دیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت "کبیر اُسرۃ بنی ہاشم" ہے۔ اور عرب کے عرف اور

وَ اَخرَجَ التِرمِذِیُ: عَنْ بُرَیْدَۃَ وَ عَائِشَۃَ قَالَا : کَانَ اَحَبَّ النِّسَاءِ اِلٰی رَسُوْلِ اللہ ﷺ فَاطِمَۃُ وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِیٌّ۔ (1)

امام ترمذی نے حضرت بریدہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کا اخراج کیا، دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبت (خاتون جنت) حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے تھی اور مردوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ)

میں ہے کہ خاندان کے بڑے کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے بعض افراد کو کسی دینی یا دنیاوی مصلحت کے پیش نظر شادی سے منع کر دے۔اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا أُحَرِّمُ حَلَالًا، میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا۔یعنی یہ منع عرفی خاندانی ہے دینی شرعی نہیں ہے۔

(1) ترمذی نے اس کا اخراج اپنی سنن (3868) میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے کیا،

ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی وجہ اور طریق سے پہچانتے ہیں

الحوینی نے "تہذیب خصائص الامام علی" ص 94 میں اس کی تصحیح کی۔

یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ سے مروی ہے۔(3874)

عَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ التَّیْمِیِّ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِیْ عَلٰی عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فَسُئِلَتْ: أَیُّ النَّاسِ کَانَ أَحَبَّ إِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: فَاطِمَۃُ۔ فَقِیْلَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ: زَوْجُھَا، إِنْ کَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا .

حضرت جمیع بن عمیر تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کون زیادہ محبوب تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا۔عرض کیا گیا: مردوں میں سے کون؟ آپ نے فرمایا: اُن کے شوہر، جہاں تک میں جانتی ہوں وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور راتوں کو بہت قیام کرنے والے تھے۔

ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔-------

-----اور اسے الحوینی نے ”تہذیب خصائص الامام علی،، ص93 پر حسن قرار دیا۔حاکم نے المستدرک (3/168) میں اس کا اخراج کیا۔اور فرمایا: صحیح الاسناد ہے۔ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (2/125) میں حدیث وارد کرنے کے بعد فرمایا: اس کی سند ایسی (بلند پایہ) نہیں ہے۔شیخ البانی نے حدیث پر بطلان کا حکم لگایا اور کہا: میں نے تو حدیث پر من حیث المعنی بطلان کا حکم لگایا ہے کیونکہ یہ اُس کے خلاف ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبوب عورتوں اور مردوں کے سلسلے میں ثابت ہے۔الضعیفۃ (3/254)۔

میں کہتا ہوں: اس حدیث کو اُس حدیث کے معارض نہیں سمجھا جاتا جو صحیح بخاری (4358) میں ثابت ہے۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ. قَالَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: اَبُوْهَا۔

لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا: عائشہ۔کہا: مردوں سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس کے والد۔

پس اس حدیث سے مراد- واللہ اعلم- یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے اہل سے سب عورتوں سے زیادہ محبوب تھیں اور اُن کے مردوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

حدیث بریدہ کے بعد ترمذی کے شیخ، ابراہیم بن سعید الجوہری کا قول اس کی تائید کرتا ہے:

یَعْنِیْ مِنْ اَھْلِ بَیْتِهٖ۔یعنی اہل بیت میں سے۔

ابن العربی نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور اپنی ازواج میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔اور اپنے اہل میں سے زیادہ محبوب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

اس ترتیب سے احادیث میں جمع و مطابقت ہو جائے گی اور ان سے تعارض اُٹھ جائے گا۔

عارضۃ الاحوذی (13/247،248)، العقیدۃ فی اہل البیت ص137

البانی نے ترمذی کی سابق حدیث عائشہ کو حسن قرار دیا اور کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔اور ترمذی کے نزدیک حدیث بریدہ کا شاہد موجود ہے۔اور اُسے بھی حسن قرار دیا۔ تخریج المشکاۃ (3/1735)

وَ أَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا وَ دَلًّا وَ هَدْيًا بِرَسُولِ اللّٰهِ مِنِ ابْنَتِهِ فَاطِمَةَ فِي قِيَامِهَا وَقُعُودِهَا. وَ كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ. فَلَمَّا مَرِضَ دَخَلَتْ فَأَكَبَّتْ عَلَيْهِ. ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَبَكَتْ. ثُمَّ أَكَبَّتْ عَلَيْهِ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَضَحِكَتْ. فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَتْ: أَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَيِّتٌ مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي أَسْرَعُ أَهْلِهِ لُحُوقًا بِهِ. فَضَحِكْتُ۔ (1)

(1) ترمذی نے اس حدیث کا اخراج کیا نمبر: (3872)، ابوعیسیٰ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دیگر طرق سے بھی مروی ہے۔البانی نے صحیح سنن الترمذی میں کہا: صحیح ہے۔ابوداؤد، نمبر (5217)۔السنن الکبریٰ للنسائی (5/96)۔

سَمْتًا: اچھی ہیئت وحالت۔دَلًّا: صحیح مضبوط سیرت اور حسن سلوک۔هَدْيًا: سنت اور طریقہ۔

مبارکپوری نے کہا: فتح الودود میں کہا: یہ الفاظ متقاربۃ المعانی ہیں، پس ان کا معنی ہے: ہیئت، طریقہ، حسن حال اور اس کی مثل، انتہیٰ۔راغب نے دال کی تفسیر، حسن شمائل کے ساتھ کی۔اس کی اصل ہے: عورت کی اچھی خصلت اور وہ اُس کی شکل اور اُس کی اچھی بات ہے۔تورپشتی نے کہا: گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمت کے ساتھ اُس طرف اشارہ کیا جو انسان پر اللہ کے لیے خشوع اور تواضع دیکھا جاتا ہے۔اور ھدی کے ساتھ سکینہ اور وقار کی اس صفت کی طرف اشارہ کیا جس کے ساتھ انسان مزین ہوتا ہے اور اُس پسندیدہ راستے کی طرف اشارہ ہے جس پر وہ چلتا ہے۔اور دلّ کے ساتھ حسن خلق اور لطف بات کی طرف اشارہ ہے۔تحفۃ الاحوذی (10/253)

أَكَبَّتْ: یعنی غمگین اور مضطر ہو کر آگے بڑھیں، جھک گئیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قول: أَخْبَرَنِي أَنِّي أَسْرَعُ أَهْلِهِ لُحُوقًا بِهِ. فَضَحِكْتُ۔

نووی نے فرمایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر معجزہ ہے بلکہ دو معجزے ہیں۔پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے (باقی اور) زندہ رہنے کی خبر دی اور یہ کہ وہ سب سے پہلے----

ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے اس حدیث کا اخراج کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو عادات، حسن سیرت ا
وقار نیز اُٹھنے بیٹھنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ نہیں دیکھا۔ اور آپ جب تشریف لا تیں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے انہیں بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ پھر جب آ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ وہ آپ پر جھک گئیں پھر اپنا سر اُ
اور رو پڑیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھکیں اور سر اُٹھایا تو ہنس رہی تھیں۔ میں نے حضرت فا
رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ اِسی مرض سے میرا وصا
ہوگا تو میں رو پڑی پھر مجھے بتایا کہ اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھے ملو گی تو (یہ سن کر
میں ہنس پڑی۔

وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ: عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ: اِجْتَمَعَ نِسَاءُ رَسُو
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِيْ، مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ اَبِيْهَ
فَقَالَ: مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ فَأَقْعَدَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ. ثُمَّ سَارَّهَ
فَضَحِكَتْ. فَقُلْتُ لَهَا: أَخْبِرِيْنِيْ بِمَا سَارَّكِ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ. فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا: اَسْئَلُكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ
لَمَا أَخْبَرْتِنِيْ. قَالَتْ: أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ. سَارَّنِيْ. قَالَ: اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِيْ
بِالْقُرْآنِ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً. وَ إِنَّهٗ قَدْ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ. وَ لَا أَرٰى ذٰلِكَ إِلَّا

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

-----اُن سے ملیں گی۔ اور اسی طرح واقع ہوا۔ اور آپ رضی اللہ عنہا جلد ملنے کے سبب خوشی سے ہنس پڑیں۔
اور اس میں ہے: ان حضرات کا آخرت کو پسند کرنا، ترجیح دینا، آخرت کی طرف منتقل ہونے کی
وجہ سے اُن کا خوش ہونا اور دنیا سے نجات پانا۔ (یہ سب باتیں ثابت ہوتی ہیں) شرح صحیح مسلم (5/16)

اقْتِرَابَ اَجَلِیْ، فَاتَّقِی اللهَ وَاصْبِرِیْ، فَنِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ. فَبَكَيْتُ. ثُمَّ سَارَّنِیْ فَقَالَ: اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِیْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ. فَضَحِكْتُ۔ (1)

امام بخاری نے اس روایت کا اخراج کیا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات جمع ہوئیں۔ اسی دوران حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آ گئیں، اُن کی چال بالکل اپنے والد ماجد (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چال کے مطابق تھی۔ آپ نے فرمایا میری بیٹی کو خوش آمدید۔ پس آپ نے انہیں اپنے دائیں طرف بٹھایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سرگوشی میں کوئی بات بتائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ پھر آپ نے انہیں کوئی سرگوشی میں کوئی بات بتائی تو وہ ہنسنے لگیں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے اُن سے پوچھا: آپ مجھے وہ بات بتائیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے سرگوشی میں فرمائی۔ انہوں نے جواب دیا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو اِفشا نہیں کروں گی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میرا آپ پر جو حق ہے میں آپ کو اس کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کیا کہا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں اب میں بتا سکتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (پہلی بار) میرے ساتھ سرگوشی کی تو مجھے بتایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے ہیں، اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ میرے وصال کا وقت قریب ہے۔ تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر سے کام لینا کیونکہ میں تمہارا اچھا پیشرو (اور بہتر انتظام کرنے والا) ہوں گا۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رو پڑی۔ آپ نے پھر (دوسری بار) سرگوشی میں فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم تمام مؤمن عورتوں کی سردار بنو؟ (یہ سن کر) میں ہنس پڑی۔

(1) بخاری نے اس کا اخراج کیا: (البخاری 6285، مسلم 2450)

وَ اَخرَجَ التِّرمِذِیُّ :عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. قَالَتْ :دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ ، فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ، ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ. فَلَمَّا تُوُفِّيَ سَأَلْتُهَا. قَالَتْ: أَخْبَرَنِي أَنَّهُ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ . ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ. (1)

ترمذی نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح کے سال حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا اور اُن کے کان میں سرگوشی کی تو انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر کوئی بات کی تو آپ ہنسنے لگیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ آپ کا وصال ہو جائے گا تو میں رونے لگیں پھر آپ نے مجھے بتایا کہ میں سوائے حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی تو میں ہنسنے لگی۔

(1) ترمذی نے اس کا اخراج کیا (3873)، ابو عیسیٰ نے فرمایا: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے البانی نے صحیح سنن الترمذی میں کہا: صحیح ہے۔

نَاجَاهَا: اَلتَّنَاجِي، دوسرے سے خفیہ بات کرنا۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا: سب سے قوی روایت جس سے دلیل پکڑی جاتی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے دور کی عورتوں اور اُن کے بعد کی عورتوں پر مقدم ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ذکر کیا گیا ہے: کہ بیشک وہ (فاطمہ رضی اللہ عنہا) سوائے مریم رضی اللہ عنہا کے سب جہان کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بہنوں کی بہ نسبت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ پس اُن (سب بہنوں) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آپ کے سامنے وصال فرمایا۔ دراں حال کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی زندگی میں آپ کے سامنے وصال فرمایا۔ (اسی لیے آپ رضی اللہ عنہا کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیوض و برکات اخذ کرنے اور زیادہ علمی استفادہ کرنے کا موقع ملا جو باعث فضیلت ہے۔)

اور میں اسے استنباط کہتا تھا یہاں تک میں نے اس بات کو منصوص پایا۔-----

وَاَخْرَجَ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ. (1)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام جہان کی عورتوں میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور فرعون کی بیوی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی عظمت (وشرافت جاننا اور سیرت) تجھے کافی ہے۔

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

ابو جعفر الطبری نے تفسیر کبیر سے آل عمران کی تفسیر میں بطریق فاطمہ بنت حسین بن علی کے فرمایا: کہ اُن کی جدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی کی تو میں رو پڑی۔ پھر مجھ سے سرگوشی کی تو میں ہنسنے لگی۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سلسلے میں مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا: کیا آپ سمجھتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کی آپ کو خبر دوں گی؟ انہوں نے مجھ سے پوچھنا چھوڑ دیا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو انہوں نے مجھ سے (پھر) پوچھا۔ میں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی کی پس اس بات کا ذکر کیا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے ساتھ قرآن کریم کا دو مرتبہ دور کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا گمان ہے کہ میں اس سال وصال کر جاؤں گا۔ بیشک سب جہان کی عورتوں میں سے کسی عورت نے اتنا غم نہیں دیکھا جتنا تم نے دیکھا ہے۔ لہذا تم صبر کرنے میں اُن میں سے کسی سے کم نہ ہونا۔ پس میں رونے لگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوائے مریم رضی اللہ عنہا کے تم سب جنتی عورتوں کی سردار ہو۔ (یہ سن کر) میں ہنس پڑی۔

میں کہتا ہوں: اور یہ حدیث صحیح اِس زیادتی کے بغیر ہے۔ فتح الباری (7/105)

(1) ترمذی نے اس کا اخراج کیا (3878)، ابو عیسیٰ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ ابن حجر نے فتح الباری (6/471) میں اِسے صحیح قرار دیا۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

اور البانی نے صحیح سنن الترمذی میں کہا: معنی یہ ہے کہ تجھے ان خواتین کی طرف سے عظمت، شرافت کافی ہے۔ پس یہ اپنی اقتداء میں کاملین کے مراتب تک پہنچنے والی ہیں۔ آپ نے ان کے محاسن، مناقب، دنیا میں زہد اور آخرت کی طرف آنے اور توجہ کرنے کا ذکر کیا۔

سیدہ فاطمہ اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے درمیان فضیلت میں طویل اختلاف ہے۔ حافظ نے فتح میں فرمایا: سبکی کبیر نے کہا کہ ہمارا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ حضرت فاطمہ سب سے افضل ہیں پھر حضرت خدیجہ ہیں اور پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔ اور اس مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے لیکن حق پیروی کے زیادہ لائق ہے۔

میں کہتا ہوں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی بہنوں سے اس وجہ سے ممتاز ہیں کہ وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی وفات پا گئی تھیں جیسا کہ گزرا۔ بہر حال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اگر علم کی فضیلت کے اعتبار سے ممتاز ہیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہ شرف اور اعزاز ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، انہوں نے دین اسلام پر مدد کی اور آپ کی ڈھارس بندھائی۔ اور اپنی جان، مال اور پوری توجہ دینے کے ساتھ آپ کی مدد اور خدمت کی۔ پس آپ کے بعد آنے والوں کے اجر کی مثل بھی اُن کو ملے گا اور اُن کے مرتبہ و مقام کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور کہا گیا ہے: افضلیت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اجماع منعقد ہوا ہے اور حضرت عائشہ و حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما کے درمیان خلاف (اور اختلاف) فرع ہے۔ علامہ رافعی نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اس اُمت کی عورتوں میں سب سے افضل ہیں، پس اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وجہ سے استثناء کیا جائے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا ٹکڑا اور جز ہیں تو آپ کی بہنیں بھی اس فضیلت میں اُن کی شریک ہیں۔

فتح الباری (7/109)

ابن تیمیہ نے کہا: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سبقت کرنے، اول اسلام میں اُن کے اثر انداز ہونے، مدد کرنے، دین میں اُن کے کھڑے رہنے میں نہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ------

----

----اُن کے ساتھ شریک ہیں اور نہ دوسری اُمہات المؤمنین ۔ اور اسلام کے آخر میں اثر انداز ہونے، اسلام کی ذمہ داری اُٹھانے میں مدد کرنے، اُمت کی طرف اس کی تبلیغ کرنے میں اور علم سے اس کا ادراک کرنے میں نہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک ہیں اور نہ اُن کا غیر جس کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُن تمام سے ممتاز ہیں۔ مجموعہ الفتاوی (4/393)

ابن قیم نے کہا: اختلاف اس میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ جب تفضیل کا محل و مقام لکھا جائے تو موافق ہوگا۔ پس تفصیل کے بغیر تفضیل مستقیم و درست بات نہیں۔ اگر فضیلت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں کثرت ثواب مراد لیا جائے تو یہ ایسا امر ہے جس پر سوائے نص کے اطلاع نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ اعمالِ قلوب کے اعتبار سے ہے نہ صرف ہاتھ پاؤں کے اعمال سے۔ اور اگر تفضیل سے مراد علم میں فضیلت ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زیادہ علم رکھتی ہیں اور اُمت کے لیے زیادہ نفع مند ہیں۔ اور اُمت کو وہ علم عطا کیا ہے جو آپ کے غیر نے نہیں دیا، اس بات میں اُمت کے خاص اور عوام آپ کی طرف محتاج ہیں۔ اور اگر تفضیل سے مراد شرافت خاندانی اور نسب کی بزرگی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا ٹکڑا ہیں اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس میں سوائے آپ کی بہنوں کے کوئی اور شریک نہیں ۔ اور اگر شرافت ِ سیادت مراد ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اُمت کی ساری عورتوں کی سردار ہیں۔ اور جب وجوہ تفضیل اور فضل کے مقام و اسباب ثابت ہو گئے تو کلام علم و عدل کے ساتھ ہو گیا۔

اکثر لوگ جب تفضیل میں کلام کرتے ہیں تو جہاتِ فضیلت کی تفصیل نہیں کرتے اور نہ ان کے درمیان موازنہ کرتے ہیں۔ پس حق کو گھٹا دیتے ہیں۔ اور اگر اس کی طرف کچھ تعصب اور خواہش مل جائے جسے وہ فضیلت دیتا ہے تو وہ جہالت و ظلم کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ بدائع الفوائد (3/682)

مبارکپوری نے کہا: علامہ سیوطی نے النقایہ میں فرمایا: ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ سب عورتوں میں افضل حضرت مریم و فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور اُمہات المؤمنین میں حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان دونوں کے درمیان فضیلت میں کچھ اقوال ہیں، تیسرا قول توقف ہے۔ (باقی اگلے صفحے پر دیکھیں)

عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَةَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ

تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَابْنَيْكِ سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ (1)

امام بزار نے اس کا اخراج کیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم اہل جنت کی سردار ہو جاؤ اور تمہارے دونوں بیٹے جنتی نوجوانوں کے سردار بن جائیں۔

وَ اَخْرَجَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ فَاطِمَةَ وَهِيَ مَرِيْضَةٌ

فَقَالَ لَهَا: كَيْفَ تَجِدِيْنَكِ؟ قَالَتْ: اِنِّيْ وَجِعَةٌ، وَاِنَّهُ لَيَزِيْدُنِيْ اَنِّيْ مَا لِيْ طَعَامٌ آكُلُهُ

قَالَ: يَا بُنَيَّةُ، اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَتْ: فَاَيْنَ مَرْيَمُ

قَالَ: تِلْكَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِهَا۔ (2)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کی جبکہ وہ بیمار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: اپنے آپ کو کیسا اور کیسے

----علی قاری نے فرمایا: کل کے حق میں توقف اولیٰ و بہتر ہے۔ جبکہ مسئلہ میں دلیل قطعی نہیں ہے اور ظنیات متعارض ہیں جو یقینیات کو ظاہر کرنے والے عقائد کے لیے غیر مقیدہ ہیں۔

تحفۃ الاحوذی (10/266)

(1) اس کا اخراج بزار نے اپنی مسند (3/102) میں کیا۔ اور ہیثمی نے فرمایا: اس میں جابر الجعفی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ مجمع الزوائد (9/201)

(2) میں نے اسے "مسند البزار" مطبوع میں نہیں پایا، نہ "کشف الاستار" میں۔ اس کی مثل کا اخراج ابن الاعرابی نے المعجم نمبر: (2457) میں اور طحاوی نے بیان مشکل الآثار (1/85) میں لیث بن داود القیسی عن مبارک بن فضالہ عن الحسن کے طریق سے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے، ذہبی نے المیزان (3/420) میں لیث کے حالات میں فرمایا: معجم ابن الاعرابی میں بہت منکر خبر لائے ہیں، یعنی یہ حدیث۔ اور ابن حجر نے اللسان (6/432) میں اسے برقرار رکھا۔

حال میں پاتی ہو؟ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: بیشک مجھے سخت تکلیف ہے اور اِس وجہ سے اور زیادہ تکلیف ہے کہ میرے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میری بیٹی! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم سب جہان کی عورتوں کی سردار ہو؟ انہوں نے عرض کی: تب حضرت مریم کہاں گئیں؟ (اُن کا کیا مرتبہ ہے) فرمایا: وہ اپنے جہان کی عورتوں کی سردار ہے (اور تم اپنے جہان کی عورتوں کی سردار ہو)۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُو يَعْلٰى وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ۔ (1)

احمد، ابویعلی، اور حاکم نے اس حدیث کا اخراج کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے ہاں جو فضیلت حضرت مریم بنت عمران کو حاصل ہے۔

وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَوَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَقَدْ ذَهَبَ الدَّمُ مِنْ وَجْهِهَا، وَغَلَبَتِ الصُّفْرَةُ عَلٰى وَجْهِهَا مِنْ

(1) امام احمد نے اس کا اخراج اپنی مسند (11347) میں کیا۔ ابن حجر نے فتح الباری (6/447) میں فرمایا: اس کی اسناد حسن ہے۔ شعیب الارنؤوط نے کہا: حدیث صحیح لغیرہ ہے اور یہ اسناد ضعیف ہے۔ حاکم نے اپنی مستدرک (3/168) میں فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین (امام بخاری و امام مسلم) نے اس کی تخریج نہیں کی۔ امام مسلم اس حدیث ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخراج میں متفرد ہیں: خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ اَرْبَعٌ۔ اور ابویعلی نے اپنی مسند (2/395) میں اس کا اخراج کیا۔ البانی نے صحیح الجامع الصغیر (4190) میں کہا: صحیح ہے۔

شِدَّةِ الجُوعِ. فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: ادْنِيْ يَا فَاطِمَةُ
ادْنِيْ يَا فَاطِمَةُ. فَدَنَتْ حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَرَفَعَ يَدَهُ فَوَضَعَهَا عَلَى صَدْرِهَا
مَوْضِعِ الْقِلَادَةِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ مُشْبِعَ الْجَاعَةِ. وَرَ
الْوَضِيْعَةِ. ارْفَعْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ. قَالَ عِمْرَانُ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا وَ قَدْ ذَهَبَ
الصُّفْرَةُ مِنْ وَجْهِهَا. وَغَلَبَ الدَّمُ كَمَا كَانَتِ الصُّفْرَةُ غَلَبَتْ عَلَى الدَّمِ. وَ
عِمْرَانُ: فَلَقِيْتُهَا بَعْدُ فَسَأَلْتُهَا. فَقَالَتْ: مَا جِعْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ. يَا عِمْرَانُ۔ (1)

بیہقی نے دلائل النبوہ میں اس روایت کا اخراج کیا۔ حضرت عمران بن حصین
سے مروی ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا با
رسالت میں حاضر ہوئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ آپ نے اُن
چہرہ کی طرف دیکھا کہ خون ختم ہو گیا ہے اور بھوک کی شدت کی وجہ سے اُن کے چہرے
زردی غالب آ گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے فاط
قریب ہو جاؤ!، پھر اے فاطمہ قریب ہو جاؤ! پس وہ قریب ہو گئیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ
کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اُن کے سینے پر ہار پہننے کی جگہ پر رکھا
اپنی انگلیوں کو کھول دیا۔ پھر یہ دعا کی: اے اللہ! اے بھوکوں کو سیر کرنے والے، پست اور کم

(1) بیہقی نے دلائل النبوہ (6/109) میں اس کا اخراج کیا۔ بیہقی نے اس کے بعد اس پر تعلیق لکھی
زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ راوی یعنی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے آیت حجاب کے نزول سے پہ
آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ واللہ اعلم۔ طبری نے تہذیب الآثار (1/286) میں اسے روایت کیا۔ ہیثمی نے مج
الزوائد (9/204) میں فرمایا: اس میں عتبہ بن حمید ہے جسے ابن حبان وغیرہ نے ثقہ کہا اور ایک جماعت
نے انہیں ضعیف قرار دیا اور باقی رجال کی توثیق کی گئی ہے۔

البانی نے ''جلباب المرأۃ المسلمۃ''، ص 97 میں کہا: شواہد میں اس کی سند میں کوئی حرج نہیں۔

مرتبہ کو بلند کرنے والے! فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھوک کی شدت اُٹھالے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا تو اُن کے چہرے سے زردی جاچکی تھی اور خون غالب ہوگیا تھا جیسے خون پر زردی غالب آگئی تھی۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد ایک بار میری ملاقات آپ سے ہوئی میرے پوچھنے پر بتایا: اے عمران! اس واقعہ کے بعد مجھے (کبھی شدید) بھوک نہیں لگی۔

وَ اَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ بِسَنَدٍ حَسَنٍ: عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ: إِنَّ اللهَ يَغْضَبُ لِغَضَبِكِ وَيَرْضَى لِرِضَاكِ۔ (1)

طبرانی نے سند حسن کے ساتھ اس روایت کا اخراج کیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تیرے ناراض ہونے سے ناراض ہوتا ہے اور تیری خوشی اور رضا سے راضی ہوتا ہے۔

وَ اَخْرَجَ الْبَزَّارُ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ فَاطِمَةَ حَصَّنَتْ فَرْجَهَا، فَحَرَّمَهَا اللهُ وَذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ۔ (2)

بزار نے اس روایت کا اخراج کیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کی ہے (اور پاکیزگی کا مظاہرہ کیا) تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو اور اُس کی اولاد کو دوزخ پر حرام کردیا ہے۔

(1) طبرانی نے المعجم الکبیر (1 / 108) میں اس کا اخراج کیا، اور حاکم نے اپنی مستدرک (3 / 167) میں۔ اور فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کا اخراج نہیں کیا۔ ذہبی نے التلخیص میں اس پر تعلیق لکھی: بلکہ حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی حسین بن زید، منکر الحدیث ہے۔

ہیثمی نے مجمع الزوائد (9 / 203) میں کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔

(2) (حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

(2) بزار نے اپنی مسند (5/223) میں اس روایت کا اخراج کیا اور فرمایا:

اس حدیث کو ہم نہیں جانتے۔ اسے عاصم نے زر سے انہوں نے عبداللہ سے روایت
سوائے عمر بن غیاث کے۔ اور یہ عمر کوفی ہے، اس حدیث پر اُن کی متابعت نہیں کی گئی۔ معاویہ بن
کے غیر نے عمر بن غیاث سے، انہوں نے عاصم سے انہوں نے زر سے مرسل روایت کیا۔

عقیلی نے الضعفاء (2/293) میں اور حاکم نے اپنی مستدرک (3/165) میں ا
اخراج کیا اور فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کا اخراج نہیں کیا۔

ذہبی نے التلخیص میں اُن کا رد یہ کہہ کر کیا: بلکہ ضعیف ہے۔ معاویہ اس کے ساتھ متفرد
ابن غیاث سے اُنہیں ضعیف کہا گیا ہے اور وہ ایک مرتبہ کمزور ہے (کسی اور مقام پر کمزور نہیں ہے)۔

ابن جوزی نے الموضوعات (2/227) میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا: پھر حدیث آپ کی
ذریت پر محمول ہے جو خاص آپ کی اولاد ہے۔ پس حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں
سردار ہیں۔

اور اسی طرح محمد بن علی بن موسیٰ الرضی نے اس کی تفسیر کی ہے، انہوں نے فرمایا: خاص حس
حسین صلوات اللہ علیہم کے لیے۔

اسے عقیلی نے ابو کریب کے قول سے نقل کیا اور اس بات کا اضافہ کیا: اور اُس کے لیے جس
اُن میں سے اللہ کی اطاعت کی۔ اور یہ تاویل عمدہ مقبول ہے اگر حدیث صحیح ثابت ہو۔

اور دیکھیں: الضعیفة (456)

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر اور وفات

شیخ مدائنی وغیرہ نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں میں سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔(1)

ابن عبدالبر نے فرمایا: حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی بیٹیاں تھیں۔ اُن میں چھوٹی کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔(2) اور صحیح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیٹی حضرت زینب ہے، پھر حضرت رقیہ، پھر حضرت اُم کلثوم ہے اور پھر چوتھی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔(3)

(1) ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (2/122) میں کہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں۔

(2) الاستیعاب لابن عبدالبر (4/1893)

(3) ابن عبدالبر نے الاستیعاب (4/1893) میں فرمایا: حضرت مصعب اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے سلسلے میں مضطرب ہیں کہ کونسی بیٹی بڑی ہے اور کونسی چھوٹی ہے۔ لیکن یہ ایسا اضطراب ہے کہ جس کی طرف التفات اور توجہ نہ کرنا ضروری ہے۔ اور وہ چیز جس کی طرف نفس تسکین پاتا ہے اُس پر تو بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب میں اخبار متواتر ہیں کہ زینب پہلی بیٹی ہیں پھر رقیہ، پھر اُم کلثوم اور پھر چوتھی سیدہ فاطمۃ الزہراء ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابوعمر نے فرمایا: علما نے اختلاف کیا کہ اُن صاحبزادیوں میں کون سب سے چھوٹی ہیں اور وہ بات جس کی طرف یقین سکون پاتا ہے وہ یہ ہے: کہ سب سے بڑی زینب تھیں، پھر رقیہ، پھر اُم کلثوم، پھر حضرت فاطمہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (8/53) ابن جریج سے ہے، فرمایا: مجھے کئی لوگوں نے بتایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے------

ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اُس وقت پیدا ہوئیں جب قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔(1) قریش نے بعثت سے ساڑھے سات سال پہلے کعبہ کو بنانا شروع کیا تھا۔(2)

اور کہا گیا ہے بعثت کے سال ولادت ہوئی اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔(3)

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

-------محبوب بیٹی تھیں۔المعجم الکبیر (22/397) اور کہا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے حضرت عبداللہ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھیں۔المعجم الکبیر (22/397)

(1) الطبقات الکبری (8/19)، سیر اعلام النبلاء (2/128)، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (8/59)

(2) بلکہ صحیح یہ ہے کہ کعبہ کی تعمیر بعثت سے پانچ سال پہلے تھی۔پس بنائے کعبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے پینتیسویں سال تھی۔اور آپ چالیس سال کے آخر میں مبعوث فرمائے گئے۔

ابن سعد نے کہا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبوت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں جس سال قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔الطبقات (8/19)

(3) ابن حجر نے الاصابہ (8/54) میں فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سن ولادت میں اختلاف ہے۔ چنانچہ واقدی نے ابوجعفر الباقر کے طریق سے روایت کیا، فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن ایام میں کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی اسی سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال تھی، اسی پر مدائنی نے اعتماد کیا۔ابو عمر نے عبید اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر ہاشمی سے روایت کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے اکتالیسویں سال پیدا ہوئیں۔بعثت سے کچھ ہی عرصہ پہلے تقریباً سال یا سال سے زیادہ عرصہ پہلے پیدا ہوئیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پانچ سال بڑی ہیں۔

ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (2/129) میں کہا: آپ کی ولادت بعثت سے کچھ عرصہ پہلے ہوئی۔

آپ کی وفات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد ہوئی۔(1) اور کہا گیا ہے: آٹھ ماہ بعد۔ اور کہا گیا ہے: تین ماہ بعد، اور ایک قول کے مطابق 70 دن بعد۔ اور ایک روایت کے مطابق دو ماہ بعد (2) اور صحیح پہلا قول ہے۔ اسے واقدی وغیرہ نے کہا ہے۔(3)

ہجرت کے گیارہویں سال تین رمضان منگل کی رات کو آپ کی وفات ہوئی۔(4)

ذہبی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ آپ کی عمر چوبیس سال تھی۔(5)

اور کہا گیا ہے اکیس سال، اور کہا گیا ہے چھبیس سال، اور کہا گیا ہے ستائیس سال، (6) اور ایک قول کے مطابق اٹھائیس سال، (7) ایک قول اُنتیس سال کا ہے، (8) ایک قول تیس سال کا، ایک قول تینتیس سال کا۔

---

(1) یہ قول صحیح بخاری (2926)، اور مسلم (1759) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

(2) دیکھیں: الطبقات الکبری لابن سعد: (8/28)، الاستیعاب لابن عبدالبر (4/1898)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (8/57)، سیر اعلام النبلاء (2/128)، اور ذہبی نے ترجیح دی کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد پانچویں مہینے میں (یا اس کے قریب) فوت ہوئیں۔

(3) واقدی نے کہا: یہ ہمارے نزدیک سب سے مضبوط قول ہے۔ سیر اعلام النبلاء (2/127)

(4) الطبقات الکبری لابن سعد: (8/28)، الاستیعاب لابن عبدالبر (4/1899)، سیر اعلام النبلاء (2/128)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (8/59)

(5) سیر اعلام النبلاء (2/121) اور کہا: آپ کی زیادہ سے زیادہ عمر اُنتیس سال تھی جیسا کہ کہا گیا ہے

(6) یہ قول ابوبکر بن ابی شیبہ سے مروی ہے۔ المعجم الکبیر (22/399)

(7) یہ قول محمد بن اسحاق سے مروی ہے۔ المعجم الکبیر (22/399)

(8) ابن سعد نے فرمایا: آپ رضی اللہ عنہا نے 11ھ میں تقریباً 29 سال کی عمر میں تین رمضان کو منگل کی رات وفات ہوئی۔ الطبقات: (8/28)

اور ایک قول پینتیس سال کا ہے۔(1)

عبداللہ بن حارث نے کہا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد چھ ماہ حیات رہیں آپ کمزور اور دُبلی ہوگئی تھیں۔ (بے چین رہیں) (2) عبداللہ بن حارث کے غیر نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کو ہنستے مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔(3)

ایک جماعت نے کہا: آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا(4)

(1) ابن عبدالبر نے الاستیعاب (4/1899) میں فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر اور وفات کے وقت میں اختلاف کیا گیا ہے، زبیر بن بکار نے ذکر کیا: عبداللہ بن حسن بن حسن، ہشام بن عبدالملک کے پاس آئے۔ اُن کے پاس کلبی موجود تھے۔ ہشام نے عبداللہ بن حسن سے کہا: اے ابو محمد! فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی عمر ہوئی؟ انہوں نے فرمایا: تیس سال۔ پھر ہشام نے کلبی سے پوچھا: کتنی عمر ہوئی؟ کلبی نے کہا: پینتیس سال۔ ہشام نے عبداللہ بن حسن سے کہا: اے ابو محمد! سنیں، کلبی جو کہتا ہے آپ سن رہے ہیں اور جو اس نے اس معاملہ سے مراد لیا ہے۔ پس عبداللہ بن حسن نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! آپ مجھ سے میری والدہ کے متعلق پوچھیں اور کلبی سے اُس کی ماں کے بارے میں پوچھیں۔

(2) سیر اعلام النبلاء (2/128)

(3) طبرانی نے ابو جعفر تک اپنی سند کے ساتھ روایت کیا، انہوں نے فرمایا: حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تین ماہ زندہ رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کو وصال تک ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (آپ کی مسکراہٹ ہی ختم ہوگئی تھی) المعجم الکبیر (22/399)

(4) بلکہ جس نے غسل دیا: وہ آپ کے شوہر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں جیسا کہ السنن الکبری (6721) میں بیہقی کے نزدیک ہے۔ اور روایت عنقریب وارد کی جائے گی۔

ابن فتحون نے یہ کہتے ہوئے اس روایت کو بعید قرار دیا ہے کہ اس وقت حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور رات کو دفن کیا۔(1) اور کہا گیا ہے: آپ کی نماز جنازہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی (2) کہا گیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، (3)

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غسل کا حال کیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں منکشف ہوسکتا ہے یہ محل استبعاد ہے، الاصابہ (8/57)۔

میں کہتا ہوں: یہ استبعاد (یعنی اسے بعید سمجھنا) تکلف ہے۔ پس یہ معلوم ہے کہ میت کے غسل میں یہ سنت ہے کہ وتر یعنی طاق تین یا پانچ بار غسل دیا جائے۔ پس اس بات کا احتمال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل کے اس عدد کو تقسیم کرلیا ہو یا یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غسل میں شریک ہوئے ہوں اور خلوت یا تکشف کے بغیر غسل کی جگہ تیار کرنے، پانی لانے اور کفن و کافور مہیا کرنے میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی مدد کی ہو۔

(1) ابن سعد نے علی بن حسین تک اپنی سند میں روایت کی، حضرت علی بن حسین نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کب دفن کیا: انہوں نے فرمایا: ہم نے انہیں رات کو دفن کیا جبکہ رات کا ایک حصہ گزر گیا تھا (اور لوگوں کی چلت پھرت رک گئی تھی) الطبقات: (8/29)

حافظ ابن حجر نے فرمایا: یہ آپ کی وصیت کی وجہ سے تھا کیونکہ اس سے زیادہ پردے کا ارادہ تھا۔ فتح الباری (7-494)

(2) الطبقات الکبریٰ (8/29) الاستیعاب لابن عبدالبر (4/1899)، سیر اعلام النبلاء (2/127)

(3) ابن سعد نے فرمایا: ہمیں خبر دی محمد بن عمر نے، بتحدیث قیس بن ربیع از مجالد از شعبی، فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

باخبار شبابہ بن سوار، بتحدیث عبدالاعلیٰ بن ابی المساور از حماد از ابراہیم، فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ الطبقات الکبریٰ: (8/28)

ابن حجر نے فرمایا: واقدی نے بطریق شعبی روایت کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس سند میں ضعف اور انقطاع ہے۔ بعض متروک راوی حضرت مالک سے بحوالہ جعفر بن محمد از ابیہ اس مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں جسے دارقطنی اور ابن عدی نے فضول قرار دیا، الاصابہ (8/58)

حضرت علی، حضرت عباس اور اُن کے بیٹے فضل رضی اللہ عنہم آپ کی قبر میں اُترے۔
حدیث وارد ہوئی ہے کہ آپ کو غسل نہیں دیا گیا، آپ نے اپنی وفات سے قبل
غسل کیا۔

فَأَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ فِي الطَّبَقَاتِ وَ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ :عَنْ سَلْمَى قَالَتْ:
اِشْتَكَتْ فَاطِمَةُ شَكْوَاهَا الَّتِي قُبِضَتْ فِيهَا. فَكُنْتُ أُمَرِّضُهَا. فَأَصْبَحَتْ يَوْمًا
خَرَجَ عَلِيٌّ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ. فَقَالَتْ: يَا أُمَّهْ اُسْكُبِي لِي غُسْلًا ، فَسَكَبْتُ لَهَا غُسْلًا
فَاغْتَسَلَتْ كَأَحْسَنِ مَا رَأَيْتُهَا تَغْتَسِلُ. ثُمَّ قَالَتْ: يَا أُمَّهْ أَعْطِينِي ثِيَابِي الْجُدُدَ
فَأَعْطَيْتُهَا فَلَبِسَتْهَا. ثُمَّ قَالَتْ: يَا أُمَّهْ قَدِّمِي فِرَاشِي وَسَطَ الْبَيْتِ ،فَفَعَلْتُ
فَاضْطَجَعَتْ، وَاسْتَقْبَلَتِ الْقِبْلَةَ، وَجَعَلَتْ يَدَهَا تَحْتَ خَدِّهَا. ثُمَّ قَالَتْ: يَا أُمَّهْ
مَقْبُوضَةٌ ، وَ قَدْ تَطَهَّرْتُ فَلَا يَكْشِفُنِي أَحَدٌ ،فَقُبِضَتْ مَكَانَهَا. فَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَخْبَرْتُهُ
فَقَالَ وَاللهِ، لَا يَكْشِفُهَا أَحَدٌ. فَدَفَنَهَا بِغُسْلِهَا ذٰلِكَ ۔ (2)

ابن سعد نے الطبقات میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا
روایت کیا، آپ نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اُسی بیماری میں آپ کا وصال ہوا
میں آپ کی تیمارداری کرتی تھی۔ وفات والے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کام سے باہر چلے

(1) ذہبی نے کہا: آپ کی نماز جنازہ حضرت عباس نے پڑھائی اور آپ کی قبر میں حضرت عباس، حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم اُترے۔ سیر اعلام النبلاء (2/127) اور دیکھیں: الطبقات الکبریٰ لابن سعد (8/28) الاستیعاب لابن عبد البر (4/1898) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (8/58)

(2) الطبقات الکبریٰ لابن سعد: (8/27)، مسند احمد: (27068) اس قول تک: فَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَخْبَرْتُهُ، شعیب الارنؤوط نے تعلیق لکھی: ابن اسحاق کے عنعنہ اور عبید اللہ بن علی بن ابی رافع کے ضعف کی وجہ سے اس کی اسناد ضعیف ہے۔

تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے کہنے لگیں: اے امی جان! (مجھ پر پانی اُنڈیلیں) مجھے غسل کرا دیجئے، چنانچہ میں نے پانی ڈالا اور آپ نے خوب اطمینان سے اچھی طرح غسل کیا پھر فرمایا: امی جان مجھے میرے نئے کپڑے دے دیں۔ میں کپڑے لے آئی آپ نے انہیں پہنا۔ پھر فرمایا: اے امی جان! میری چار پائی گھر کے درمیان بچھا دیجئے۔ (میں نے ایسا ہی کر دیا)

پھر آپ چار پائی پر قبلہ رُخ لیٹ گئیں، اپنا ہاتھ اپنے رُخسار کے نیچے رکھ کر بولیں: امی جان! بیشک اب میں فوت ہو جاؤں گی، میں نے غسل کر لیا ہے لہذا کوئی میرا جسم نہ کھولے۔ پھر آپ فوت ہو گئیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے انہیں خبر دی۔ آپ نے کہا: اللہ کی قسم! کوئی آپ کے جسم کو نہیں کھولے گا۔ پھر آپ نے اُسی غسل کے ساتھ آپ کو دفن کر دیا۔

یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند جید ہے مگر اس میں ابن اسحاق ہے جنہوں نے عنعنہ (عن عن سے روایت) کیا ہے۔ اس روایت کا ایک مرسل شاہد ہے۔ اس روایت کا ذکر ابن الجوزی نے الموضوعات میں کیا ہے۔(1)

(1) ابن الجوزی نے الموضوعات (3/277) میں اسے عاصم بن علی عن ابراہیم بن سعد کے طریق سے وارد کیا، اور کہا: اسے نوح بن یزید اور حکم بن اسلم نے ابراہیم سے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسے عبدالرزاق نے معمر عن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے طریق سے مرسل روایت کیا۔ بہر حال عاصم بن علی، تو یحییٰ بن معین نے فرمایا: یہ کوئی شے نہیں ہے، اور رہے نوح اور حکم تو یہ دونوں متشیع ہیں۔

پھر یہ ابن اسحاق کی روایت سے ہے اور وہ مجروح ہے۔ اور کہا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ پھر بیشک غسل تو موت کے حدث (واقع ہونے) کی وجہ سے ہوتا ہے پھر موت سے پہلے کیسے غسل کیا سکتا ہے۔ اس روایت کی حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف اضافت و نسبت صحیح نہیں ہے بلکہ اس جیسی روایت سے دوری اختیار کرنی چاہئے۔

شیخ الاسلام ابن حجر نے ''القول المسدد'' میں اُن کا تعاقب (اور رد) کیا ہے اور اس پر موضوع ہونے کے حکم کا انکار کیا ہے۔(1) پس اگر یہ قصہ صحیح ہے تو اِسے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خصائص میں شمار کیا جائے گا۔(2)

حضرت اُم جعفر سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ میں اُس کام کو برا جانتی ہوں جو عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ عورت پر صرف ایک کپڑا ڈال دیا جاتا ہے جس سے اُسے نمایاں کیا جاتا ہے۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا:

(1) ابن حجر نے فرمایا: ابن الجوزی کا اس حدیث میں تین مذکور راویوں پر محمول کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے اسے مسند میں ابوالنضر اور محمد بن جعفر سے مروی نہیں دیکھا اور یہ دونوں صحیح کے شیوخ سے ہیں۔بہرحال اسے محمد بن اسحاق پر محمول کرنا تو اس میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ائمہ نے ان کی حدیث کو قبول کیا ہے اور اکثر وہ چیزیں ہیں جن میں تدلیس اور مجہولین سے روایت کا عیب لگایا گیا ہے۔ بہرحال فی نفسہٖ وہ صدوق (یعنی سچے) ہیں اور جمہور کے نزدیک مغازی میں حجت ہیں۔اُن کے شیخ عبیداللہ ابن علی معروف بہ عبادل، اُن کے متعلق ابوحاتم نے کہا: اُن میں کوئی حرج نہیں ہے۔اور عبداللہ بن محمد بن عقیل کی مرسل، مسند محمد بن اسحاق کو مضبوط کرتی ہے۔

طبرانی نے اپنی معجم میں عبدالرزاق کے طریق سے اسکا اخراج کیا پس اس پر موضوع ہونے کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے۔ہاں، یہ اُس روایت کے خلاف ہے جو ان دونوں کے غیر نے روایت کی ہے کہ حضرت علی اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔اور بیشک اس کا بھی تعاقب کیا گیا ہے اور اس کی شرح طویل ہے مگر اس کے موضوع ہونے کا حکم مسلّم نہیں ہے، القول المسدد، ص 44

(2) ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (2/129) میں کہا: یہ منکر ہے۔اور تلخیص الموضوعات ص 360: میں کہا یہ باطل ہے اسے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرنا مناسب نہیں ہے۔بیشک موت کے پائے جانے کے وقت غسل ضروری ہے۔جیسا کہ ابن حجر نے میت کو غسل دینے کی بجائے صرف اسی غسل پر اکتفاء کرنے اور کافی سمجھنے کو بعید جانا ہے۔الاصابہ فی تمیز الصحابۃ (8/57)

اے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی! کیا میں آپ کو وہ چیز نہ بنا کر دکھاؤں جسے میں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ پھر انہوں نے کھجور کی چند تازہ ٹہنیاں منگوائیں، انہیں موڑا اور اُن پر کپڑا ڈالا۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ کتنا اچھا اور خوبصورت طریقہ ہے۔(1) جب میں مروں تو تم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے غسل دو گے اور کوئی دوسرا میرے پاس داخل نہ ہو۔ (2)

(1) جلباب المرأة المسلمة ص135 پر شیخ البانی نے اس اثر پر ان الفاظ کے ساتھ تعلیق لکھی ہے:

آپ نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کے ٹکڑے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھیں کہ انہوں نے اس بات کو کیسے برا جانا کہ عورت پر ایک کپڑا ڈال کر اُسے نمایاں کیا جائے حالانکہ وہ مردہ ہے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ جب وہ زندہ ہو تو یہ بہت ہی بُرا ہے۔ اس زمانے کی عورتوں کو غور کرنا چاہئے جو ایسے تنگ کپڑے پہنتی ہیں جس سے اُن کے پستانوں کا اُبھار، کمر اور پہلو، سرینیں، پنڈلیاں اور دیگر اعضاء وغیرہ سب نمایاں ہوتے ہیں۔ پس انہیں اللہ تعالیٰ سے استغفار و توبہ کرنی چاہئے اور نبی کریم ﷺ کے اس قول کو یاد رکھنا چاہئے: اَلْحَيَاءُ وَالْإِيمَانُ قُرِنَا جَمِيعًا، فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ۔

حیا اور ایمان دونوں گہرے دوست ہیں جب اُن میں کوئی ایک اُٹھ جائے تو دوسرا بھی خود بخود اُٹھ جاتا ہے۔

(2) اسے حاکم نے اپنی مستدرک (3/163) میں روایت کیا اور آپ سے بیہقی نے السنن الکبری (6721) میں۔ مکمل روایت اس طرح ہے: جب آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، داخل ہونے لگیں تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا آپ داخل نہ ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی اور کہا کہ بیشک یہ خثعمیہ خاتون میرے اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے درمیان حائل ہو گئی ہے اور اُس نے دلہن کی ہودج (ڈولی) کی طرح ایک چیز بنائی ہے۔

پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا: اے اسماء! تجھے کس چیز نے برانگیختہ اور مائل کیا ہے کہ ازواج النبی کو آپ ﷺ کی بیٹی کے پاس آنے سے منع کر دیا؟ اور اُن کے لیے دلہن کی ڈولی طرح ایک چیز بنائی ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ حکم دیا ہے کہ میں اُن کے پاس کسی کو داخل نہ ہونے دوں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

قَالَ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ: فَهِيَ أَوَّلُ مَنْ غُطِّيَ نَعْشُهَا فِي الْإِسْلَامِ عَلَى تِلْكَ الصِّفَةِ، ثُمَّ بَعْدَهَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ. (1)

ابن عبدالبر نے کہا: اسلام میں یہ سب سے پہلی میت تھی جس کی نعش کو اس صفت اور انداز پر ڈھانپا گیا پھر اُن کے بعد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (کی میت کو ڈھانپا گیا)۔

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ (عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ) (2) بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَاطِمَةُ أَوَّلُ مَنْ جُعِلَ لَهَا النَّعْشُ، عَمِلَتْهُ لَهَا أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، وَكَانَتْ قَدْ رَأَتْهُ يُصْنَعُ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ (3)

ابن سعد نے بیان کیا: باخبار محمد بن عمر، باخبار عمر بن محمد بن عمر بن علی از علی بن حسین از ابن عباس رضی اللہ عنہما: فرمایا: حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلی خاتون ہیں جن کے لیے نعش بنائی گئی۔ آپ کے لیے نعش حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بنائی تھی انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا کہ عورت کے لیے نعش بنائی جاتی ہے۔

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

اور میں نے یہ چیز انہیں دکھائی جو میں نے بنائی ہے جبکہ آپ زندہ تھیں۔ پس انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں یہ چیز اُن کے لیے بناؤں۔ پس سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تب تو بنا جس چیز کا انہوں نے تجھے حکم دیا ہے۔ پھر آپ واپس آ گئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔

اسے جوزقانی نے الاباطیل والمناکیر (2/82) میں، ذہبی نے احادیث مختارۃ (61) میں، ابن حجر نے التلخیص الحبیر (2/143) میں اور البانی نے ارواء الغلیل (3/162) میں حسن قرار دیا۔

(1) الاستیعاب لابن عبدالبر (4/1898)

(2) الطبعۃ الہندیہ: طبعۃ مطلع انوار حیدر آباد الدکن سے یہ الفاظ ساقط ہیں۔

(3) الطبقات الکبری لابن سعد: (8/28)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں بقا

علما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی چلا۔ (1) کیونکہ آپ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔(2) پھر اُن کے بعد حضرت مغیرہ بن نوفل سے ہوا۔(3) اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اولاد ہوئی۔ زبیر بن بکار نے فرمایا: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد ختم ہوگئی۔(4)

(1) الاصابة فی تمیز الصحابة (54/8)

(2) وہ اُمامہ بنت ابو العاص رضی اللہ عنہا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے دوران اُٹھا لیتے تھے، وہ آپ کی صاحبزادی زینب کی بیٹی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان سے نکاح کیا تھا۔ آپ کے گھر ایک مدت تک رہیں اور اُن سے اولاد بھی ہوئی۔ اُن کے بعد زندہ رہیں یہاں تک کہ اُن سے مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب ہاشمی رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا آپ سے ایک بیٹا یحییٰ بن مغیرہ پیدا ہوا۔ پھر آپ کے ہاں وفات پائی۔ دیکھیں: سیر اعلام النبلاء (335/1)

(3) مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور کہا گیا ہے ہجرت کے چار سال بعد پیدا ہوئے۔ اسے ابن شاہین نے ''الصحابة،، میں ذکر کیا۔ خلافت عثمانی میں مدینہ طیبہ کے قاضی تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُن کی جنگی مہمات میں شریک ہوئے۔ آپ نے ہی ابن ملجم پر چادر ڈالی تھی جب اُس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر وار کیا تھا، آپ نے اسے پکڑ لیا، اُسے زمین پر گرا کر اُس سے تلوار چھین لی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات تک اُسے قید میں رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امامہ بنت عاص رضی اللہ عنہا کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے اپنے معاملے کا اختیار حضرت مغیرہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ پس جب انہیں پوری طرح بھروسہ ہو گیا تو خود حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی پھر اُنہی کے ہاں فوت ہوئیں۔ الاصابة فی تمیز الصحابة (200/6)

(4) سیر اعلام النبلاء (122/2)

فائدہ:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات

جلد وصال ہو جانے کی وجہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد دس تک نہیں پہنچتی۔(1)

پس وہ احادیث جو آپ نے روایت کیں اُن میں سے چند یہ ہیں:

سابق حدیث: ''المسارۃ،،(سرگوشی والی احادیث) حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے روایت کی۔(2)

حدیث: اَلْقَوْلُ عِنْدَ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ،،۔اسے ترمذی نے روایت کیا۔اور ابن ماجہ نے فاطمہ صغری کی روایت سے مرسلا روایت کیا۔اور اس کا اتصال عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ

(1) ابن حجر نے الاصابہ (8/53) میں فرمایا: آپ نے اپنے والد ماجد (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں، اُن کے والد ماجد (حضرت علی)، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، سلمی ام رافع اور حضرت انس رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا وغیرہا نے آپ سے مرسل روایت کی۔ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (2/119) میں فرمایا: آپ نے اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی، اور آپ سے آپ کے بیٹے حسین، عائشہ، ام سلمہ اور انس بن مالک وغیرہم رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔آپ کی روایت کتب ستہ میں موجود ہے۔نیز فرمایا: (2/134) مسند بقی میں آپ کی اٹھارہ احادیث ہیں اُن میں ایک حدیث متفق علیہ ہے۔پس آپ کی اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم احادیث کی روایت آپ کے کم علم یا کمزور حافظہ کی وجہ سے نہیں ہے حاشا، بلکہ یہ جلد وفات پا جانے کی وجہ سے ہے۔

(2) اس کی تخریج (ذِكْرُ خَصَائِصِ فَاطِمَةَ وَمَنَاقِبِهَا) کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

اَبِيْهَا الْحُسَيْنِ عَنْهَا کے ایک اور طریق سے ثابت ہے۔(1)

حدیث: أَلَا لَا يَلُوْمَنَّ امْرُؤٌ إِلَّا نَفْسَهٗ، يَبِيْتُ وَفِيْ يَدِهٖ رِيْحُ غَمَرٍ.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار اگر کسی کے ہاتھ میں کھانے کی بو (چکناہٹ) لگی ہو اور وہ سو جائے (اور پھر اُسے کوئی تکلیف پہنچے) تو وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔

اس کا اخراج ابن ماجہ نے آپ کے بیٹے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے مرسلاً کیا۔(2)

(حدیث: تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔

(1) ترمذی نے اپنی سنن: (314) میں اس کا اخراج کیا اور فرمایا: حدیث فاطمہ حدیث حسن ہے اور اس کی اسناد متصل نہیں ہے۔ سنن ابن ماجہ (771)، مسند احمد (25877)، البانی نے صحیح سنن ابن ماجہ میں کہا: صحیح ہے۔ اور ترمذی کے نزدیک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهٖ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. وَإِذَا خَرَجَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ.

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے وقت صلوٰۃ وسلام کے بعد یہ دعا مانگتے: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

اے میرے رب میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے

اور باہر تشریف لاتے وقت صلوٰۃ وسلام کے بعد یوں دعا مانگتے:

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

اے میرے رب میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے

(2) اس کا اخراج ابن ماجہ نے اپنی سنن (3296) میں کیا۔

البانی نے صحیح سنن ابن ماجہ میں کہا: (یہ حدیث) حسن لغیرہ ہے۔

اسے امام احمد نے حسن بن حسن رضی اللہ عنہما سے مرسل روایت کیا)۔(1)

حدیث: سَاعَةُ الْإِجَابَةِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَإِنَّهَا إِذَا تَدَلَّتِ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی اُس وقت ہوتی ہے جب سورج غروب کے لئے لٹک جائے (غروب کے قریب ہو)۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اس کا اخراج کیا۔(2)

(1) قوسین کے درمیان حدیث، الطبعة الهندية: طبعة مطلع انوار حیدر آباد دکن میں موجود نہیں ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند: (25879) میں اس کا اخراج کیا۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

عَنْ فَاطِمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ عَرْقًا، فَجَاءَ بِلَالٌ بِالْأَذَانِ، فَقَامَ لِيُصَلِّيَ، فَأَخَذْتُ بِثَوْبِهِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَهْ، أَلَا تَتَوَضَّأُ؛ فَقَالَ: مِمَّ أَتَوَضَّأُ يَا بُنَيَّةُ؛ فَقُلْتُ: مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. فَقَالَ لِي: أَوَلَيْسَ أَطْيَبُ طَعَامِكُمْ مَا مَسَّتْهُ النَّارُ؛

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور ہڈی والا گوشت تناول فرمایا، اسی دوران حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دینے کے لیے آ گئے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے آپ کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا: ابا جان! کیا آپ وضو نہیں کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: پیاری بیٹی: کس چیز کی وجہ سے وضو کروں؟ میں نے عرض کیا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارا سب سے پاکیزہ کھانا وہ نہیں ہوتا جو آگ پر پکا ہو؟

ہیثمی نے مجمع الزوائد (1/253) میں کہا: حسن بن ابوالحسن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد پیدا ہوئے اور حدیث منقطع ہے۔ شعیب الارنؤوط نے کہا: انقطاع کی وجہ سے اس کی اسناد ضعیف ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب کے صاحبزادے حسن کے بیٹے حسن نے اپنی دادی جان حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء کو نہیں پایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ البانی نے ضعیف الجامع (1391) میں اسے ضعیف کہا۔

(2) شعب الایمان: (3/93) اور حدیث کے الفاظ ہیں:

عَنْ مَرْجَانَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.______

وَ قَدْ اَخْرَجَ اَحْمَدُ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، كَتَبَ إِلَىَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنْ نَسَخَ إِلَيْهِ وَصِيَّةَ فَاطِمَةَ. فَكَانَ فِي وَصِيَّتِهَا السِّتْرُ الَّذِي يَزْعُمُ النَّاسُ أَنَّهَا أَحْدَثَتْهُ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا. فَلَمَّا رَآهُ رَجَعَ. (1)

قُلْتُ: يَا أَبَتِ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ؛ قَالَ: إِذَا تَدَلَّى نِصْفُ الشَّمْسِ لِلْغُرُوبِ. فَكَانَتْ فَاطِمَةُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَأْمُرُ غُلَامًا لَهَا يُقَالُ لَهُ: زَيْدٌ، يَصْعَدُ الظِّلَالَ، فَتَقُولُ: إِذَا تَدَلَّى نِصْفُ الشَّمْسِ لِلْغُرُوبِ فَأَعْلِمْنِي. فَكَانَ يَصْعَدُ فَإِذَا تَدَلَّى نِصْفُ الشَّمْسِ لِلْغُرُوبِ أَعْلَمَهَا، فَتَقُومُ فَتَدْخُلُ الْمَسْجِدَ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَتُصَلِّيَ۔

زید بن علی نے مرجانہ سے انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، وہ اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک جمعہ کے دن ایک ساعت (گھڑی) ہوتی ہے نہیں موافقت کرتا اس کے ساتھ کوئی مسلمان جو اللہ تعالیٰ سے اس میں کوئی خیر اور بھلائی مانگ رہا ہو مگر اللہ تعالیٰ اُس کو وہ خیر عطا فرما دیتا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: ابا جان! وہ کونسی گھڑی ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جب آدھا سورج غروب کے لیے لٹک چکا ہو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جمعہ کے دن اپنے غلام (جس کا نام زید تھا) کو حکم دیتی تھیں فرماتی ہیں کہ وہ ٹیلے پر چڑھ جائے۔ آپ فرماتی تھیں کہ جب آدھا سورج غروب کے لیے لٹک جائے تو مجھے اطلاع دے دینا۔ چنانچہ وہ چڑھا جاتا تھا۔ جب نصف سورج غروب کے لیے لٹک جاتا تو وہ انہیں بتا دیتا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اُٹھ کر مسجد میں داخل ہو جاتیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جاتا اور آپ نماز پڑھتی تھیں۔

بیہقی نے شعب الایمان (3/93) میں فرمایا: اسناد ضعیف ہے۔ اور ابن حجر نے فتح الباری (2/421) میں فرمایا: اس کی اسناد میں زید بن علی پر اختلاف ہے۔ اور بعض راویوں میں غیر معروف الحال شخص ہے۔

(1) امام احمد نے اپنی مسند: (25882) میں اس کا اخراج کیا۔ ابن حجر نے "اتحاف المهرة" (26/18) میں فرمایا: منقطع ہے۔ شعیب الارنؤوط نے کہا: اس اثر کی اسناد منقطع ہے۔

اور ستر سے مقصود، لٹکتا پردہ ہے جس پر تصویریں تھیں۔

محمد بن علی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے مجھے خط لکھا کہ میں انہیں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت لکھ بھیجوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت میں اُس پردے کا بھی ذکر تھا جسے لوگوں کے خیال کے مطابق انہوں نے اپنے دروازے پر لٹکا لیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے دیکھ کر (گھر میں داخل ہوئے بغیر ہی) واپس تشریف لے گئے تھے

اَخرَجَ عَنِ ابنِ أَبِي مُلَيكَةَ، قَالَ: كَانَتْ فَاطِمَةُ تَنقُزُ الحَسَنَ بنَ عَلِيٍّ وَتَقُولُ

بِأَبِي شَبَهُ النَّبِيِّ لَيسَ شَبِيهًا بِعَلِيٍّ (1)

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (اپنے بڑے شہزادے) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اُچھالتی جا رہی تھیں اور یہ شعر پڑھتی جا رہی تھیں۔

بِأَبِي شَبَهُ النَّبِيِّ لَيسَ شَبِيهًا بِعَلِيٍّ

میرے باپ فدا ہوں! یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہے۔

---

(1) امام احمد نے اپنی مسند: (25883) میں اس کا اخراج کیا۔ ابن حجر نے "اتحاف المہرۃ"، (25/18) میں فرمایا: منقطع ہے۔ اور شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد زمعہ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اور نقز سے مقصود قفز اور وثب (یعنی اُچھالنا، کسی کو کودانا) ہے۔ اسے امام بخاری نے اپنی صحیح: (3349) میں عقبہ بن حارث سے وارد کیا۔ فرمایا:

صَلَّى أَبُو بَكرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ العَصرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمشِي، فَرَأَى الحَسَنَ يَلعَبُ مَعَ الصِّبيَانِ، فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ: بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضحَكُ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر باہر نکل کر جا رہے تھے۔ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، آپ نے انہیں اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور فرمایا: ان پر میرے باپ فدا ہوں! یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہیں، اور (یہ سُن کر) حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔

وَ اَخْرَجَ الدَّارِمِیُّ: مِنْ طَرِيْقِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ : يَا أَنَسُ، كَيْفَ طَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ؟ (1)

امام دارمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں فرمایا: اے انس! تمہارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کرلیا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈالو

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ عَنْ حَابِسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا رَأَتْ فِیْ مَنَامِهَا اَنَّهَا اُنْكِحَتْ أَبَا بَكْرٍ وَ نَكَحَ عَلِیٌّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ، (وَ كَانَتْ بِنْتُ عُمَيْسٍ تَحْتَ أَبِیْ بَكْرٍ فَتُوُفِّیَ أَبُوْ بَكْرٍ وَ تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ. فَنَكَحَ عَلِیٌّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ). (2)(3) انتھی

ابن عساکر نے حضرت حابس بن سعد رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا، فرمایا کہ مجھے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ انہوں نے اپنی خواب میں دیکھا کہ اُن کا نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا ہے۔ اور (اُن دنوں) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی وصال ہوگیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا۔

---

(1) دارمی نے اپنی سنن: (87) میں اس کا اخراج کیا۔ اور یہ صحیح بخاری (4193) میں ان الفاظ سے ہے: يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ؟

اے انس! کیا تم لوگوں نے یہ گوارا کرلیا کہ تم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈالو۔

ابن ماجہ نے اپنی سنن (1630) میں ان الفاظ سے اس کا اخراج کیا:

يَا أَنَسُ كَيْفَ سَخَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟

اے انس! تم نے کیسے (کس قدر) دلیری کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈال دی۔-----

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اشعار

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف چند اشعار منسوب ہیں جس وقت آپ کے والد ماجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ انہیں ابن سید الناس نے اپنی سیرت میں وارد کیا ہے۔(1)

اِغْبَرَّ آفَاقُ السَّمَاءِ، وَ كُوِّرَتْ　　شَمْسُ النَّهَارِ، وَأَظْلَمَ الْعَصْرَانِ

فَالْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَئِيْبَةٌ　　أَسَفًا عَلَيْهِ كَثِيْرَةُ الرَّجَفَانِ

فَلْيَبْكِهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا　　وَلْيَبْكِهِ مُضَرٌ وَ كُلُّ يَمَانِ

وَلْيَبْكِهِ الطَّوْدُ الْمُعَظَّمُ جَوُّهُ　　وَالْبَيْتُ ذُو الْأَسْتَارِ وَالْأَرْكَانِ

يَا خَاتِمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكُ ضَوْؤُهُ　　صَلَّى عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْفُرْقَانِ

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

البانی نے صحیح ابن ماجہ میں اسے صحیح کہا۔

(2) قوسین کے درمیان حدیث، الطبعۃ الہندیۃ: طبعۃ مطلع انوار حیدر آباد دکن میں موجود نہیں ہے۔

(3) تاریخ دمشق لابن عساکر: (11/348)

(1) دیکھیں: الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول الله والثلاثة الخلفاء، لابی الربیع سلیمان الکلاعی الاندلسی: (2/362)، الروض الانف: (4/457)، نہایۃ الارب فی فنون الادب، لشہاب الدین النویری (18/265)، ذہبی نے سیر اعلام النبلاء: (2/134) میں کہا: سیدہ فاطمہ کی طرف منسوب کچھ اشعار ہیں اور وہ صحیح نہیں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آسمان کے کنارے غبار آلود ہو گئے، دن کا سورج لپیٹ لیا گیا (بے نور ہو گیا) اور

صبح وشام و دن ورات تاریک ہو گئے۔

پس نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد زمین، آپ پر افسوس کرتے ہوئے غمگین

اور کثیر زلزلے والی ہو گئی۔

پس مشرق و مغرب کے ممالک کو آپ ﷺ کے وصال پر رونا چاہئے، مضر اور ہر

یمنی کو رونا چاہئے۔

اور بڑے ٹیلے کو چاہیے کہ وہ آنسو بہائے جس کی فضا اور وادی معظم اور کشادہ ہے،

اور پردوں اور ارکان والے گھر (کعبہ معظّمہ) کو بھی آنسو بہانے چاہیے۔

اے سب رسولوں کے بعد تشریف لانے والے جن کا نور مبارک ہے، فرقان مجید و

قرآن کریم نازل فرمانے والا آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے۔

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ — اَلَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا — صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا

اس شخص پر کیا ملامت ہو سکتی ہے جس نے تربتِ احمد ﷺ کو سونگھا ہے کہ وہ رہتی دنیا تک قیمتی

خوشبوؤں کو نہ سونگھے۔

مجھ پر ایسی مصیبتیں ڈالی گئیں کہ اگر اُن کو روشن دنوں پر ڈالا جاتا تو وہ راتوں میں بدل جاتے۔

خاتمہ:

میں نے ''اَلثُّغُوْرُ الْبَاسِمَۃُ فِیْ مَنَاقِبِ سَیِّدَتِنَا فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''، کے اختتام کا وعدہ پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے والد ماجد سید المرسلین والآخرین، حبیب رب العالمین سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گروہ میں ہمارا حشر فرمائے درود و سلام ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل پر اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر، (1)

تَمَّتْ بِالْخَیْر

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔

کَتَبَہٗ

خادمُ العلم بالبحرین

نظام محمد صالح یعقوبی

لیلۃ 26 رمضان 1430ھ

سلام

جناب مولانا مہر محمد خان صاحب ہمدم خطیب جامع مسجد حنفیہ منڈی چھانگا مانگا

منقول--از ماہنامہ: اعلیٰ حضرت بریلی-- جنوری 1964ء

فاطمہ جانِ حرمت پہ لاکھوں سلام
عین نورِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جس کے انوار سے جگمگایا جہاں
اُس ضیائے رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کی خوشبو سے مہکے ہیں کون و مکاں
اُس کی پُر کیف نکہت پہ لاکھوں سلام

جس کا جھولا جُھلاتے ہیں روح الامیں
اُس کی شانِ شرافت پہ لاکھوں سلام

عرش سے جس پر تطہیر نازل ہوئی
اُس کی شانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

جس کی دعوت کا جنت سے ساماں ہوا
اُس کی بے مثل ضیافت پہ لاکھوں سلام

نام لینے سے جس کا مصائب ٹلیں
اُس کی پر کیف برکت پہ لاکھوں سلام

جس پہ اللہ کی تسلیم نازل ہوئی
اُس کی بے مثل عظمت پہ لاکھوں سلام

جس کا اک سجدہ ہے شافعِ عاصیاں
اُس کی شانِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

جوڑا فردوس سے جس کو بھیجا گیا
اُس کی بے مثل رِفعت پہ لاکھوں سلام

جس کی آ کر پیسیں مَلَک چکیاں
اُس کی شانِ کرامت پہ لاکھوں سلام

سونگھتے تھے جسے آپ ختمِ رُسُل
نکہتِ باغِ جنت پہ لاکھوں سلام

نور جانِ جہاں فخر کون و مکاں
راحتِ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جس کو شمس و قمر سے بھی آئے حیا
اُس کی بے مثل غیرت پہ لاکھوں سلام

تم سے ہمدم ملائک کہیں ہاں پڑھو

فاطمہ جانِ حرمت پہ لاکھوں سلام

حافظ ابو حفص بن شاہین کے رسالہ "فضائل فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"، کا ترجمہ

فضائل فاطمۃ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

حافظ ابو حفص عمر بن احمد بن شاہین

(297---385ھ)

حَقَّقَهٗ وَخَرَّجَ اَحَادِيْثَهٗ

بدر بن عبد اللہ البدر

ترجمہ

علامہ محمد ریاض احمد سعیدی

سابق مفتی جامعہ قادریہ رضویہ۔۔۔۔۔فیصل آباد

(یہ رسالہ بھی عنقریب چھپ رہا ہے)